عطایا القدیر فی حکم التصویر
تصویر کا حکم
از: اعلیحضرت امام احمد رضا قادری فاضل بریلوی قدس سرہ
ترجمہ: جانشین حضور مفتی اعظم علامہ محمد اختر رضا خاں ازہری
الرضا مرکزی دار الاشاعت
۸۲ سوداگران - بریلی شریف

عطایا القدیر فی حکم التصویر

مصنفہ

شیخ الاسلام والمسلمین حجۃ اللہ فی الارضین مجدد دین وملت اعلیٰ حضرت
مولانا مفتی قاری الحاج امام احمد رضا خاں فاضل

بریلوی قدس سرہ

مترجم

جانشین حضور مفتی اعظم فقیہ اسلام تاج الشریعہ حضرت
مولانا مفتی الشاہ اختر رضا خاں قادری ازہری میاں قبلہ

ناشر
الرضا مرکزی دار الاشاعت ۸۲ سوداگران رضا نگر
بریلی شریف

نام ________ العطایا القدیر فی حکم التصویر

مصنف ________ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی قدس سرہ

مترجم ________ فقیہ اعظم جانشین حضور مفتی اعظم حضرت مولانا مفتی
اختر رضا خاں قادری ازہری میاں قبلہ مدظلہ العالی

مرتب ________ مولانا مفتی محمد مظفر حسین قادری رضوی کٹیہاری

کتابت ________ مولانا محمد صابر عالم راقب کٹیہاری ۔

ناشر ________ الرضا مرکزی دار الاشاعت ۸۲ سوداگران بریلی شریف

تعداد ________ ١١٠٠

سن طباعت بار دوم ________ سنہ ١٩٩٦ء

ماہ صفر .... سنہ ١٤١٧ھ

پیش لفظ

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں فاضل بریلوی قدس سرہٗ العزیز ۱۰ شوال المکرم ۱۲۷۲ھ اور ۱۴ جون ۱۸۵۶ء کو اس دنیا فانی سرزمین بریلی محلہ جھولی میں پیدا ہوئے ۴ سال کی عمر میں قرآن مجید ختم فرمایا۔ دیگر علوم وفنون دوسرے اساتذہ کے علاوہ اپنے جلیل القدر والد ماجد حضرت مولانا مفتی نقی علی خاں علیہ الرحمۃ والرضوان سے گھر پر ہی حاصل کئے۔ تیرہ (۱۳) برس دس (۱۰) ماہ پانچ یوم کی عمر میں علوم نقلیہ وعقلیہ کی تکمیل فرما کر ۱۲۸۶ھ / ۱۸۶۹ء میں سند فراغت حاصل کی اور دستار فضیلت سے سرفراز ہوئے اس کے بعد ذاتی مطالعہ سے بہت سے علوم وفنون میں کمال حاصل کیا۔ جدید تحقیق کے مطابق امام احمد رضا خاں فاضل بریلوی تقریباً ۱۰۰ علوم وفنون پر کمال و دسترس رکھتے تھے اور ہر علم وفن میں ان کی یادگاریں موجود ہیں اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں ۱۲۹۴ھ اور ۱۸۷۷ء میں حضرت سید شاہ آل رسول مارہروی قدس سرہٗ سے بیعت ہوئے اور خلافت واجازت حاصل کی۔ آپ نے زمانے کے علماء کرام وعرفاء عظام میں نہایت ممتاز تھے علماء عرب نے آپ سے سندلیں اور شرف تلمذ حاصل کیا آپ نے تقریباً ہزار کتب تصنیف فرمائیں جن میں فتاوی رضویہ "العطایا النبویہ فی الفتاوی الرضویہ" نمایاں شان رکھتی ہے اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں فاضل بریلوی قدس سرہ کا معمول ہے کہ اگر کسی سوال کا جواب زیادہ تفصیل سے دینا ہو تو اس کو مستقل رسالہ بنا دیتے ہیں اور باقاعدہ اس کا نام تاریخی رکھتے ہیں یہ نام اس قدر موزوں، مناسب اور واقع کے مطابق ہوتا ہے کہ پڑھنے والا امام احمد رضا خاں قدس سرہٗ کی دسترس اور رسائی پر حیران رہ جاتا ہے

ہر نام میں مندرجہ ذیل چار خصوصیات مشترک ہوتی ہیں

۱:۔ ہر نام عربی میں ہوتا ہے خواہ رسالہ کسی زبان کا ہو۔

۲:۔ ہر نام دو حصوں پر مشتمل ہوتا ہے اور دونوں حصوں کا آخری حرف ایک ہی ہوتا

ہے یعنی سجع کا پورا پورا خیال رکھا جاتا ہے

۳:- ہر نام اسم با مسمّٰی ہوتا ہے یعنی نام ہی سے پتہ چل جاتا ہے کہ اس رسالے کا موضوع کیا ہے۔

۴:- ہر نام تاریخی ہوتا ہے یعنی ابجد کے حساب سے اگر اسے حروف کے اعداد نکالے جائیں تو ان کا مجموعہ اس سن پر دلالت کرتا ہے جس میں وہ رسالہ لکھا گیا۔

مثال کے طور پر اسی رسالہ کو لے لیجئے عطایا القدیر فی حکم التصویر اس کے نام سے اس مسئلے کی تحقیق ہو جاتی ہے۔ اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ والرضوان کا فوٹو کے عدم جواز میں یہ مدلل و مفصل رسالہ ہے اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی علیہ الرحمۃ والرضوان نے تصویر کی حرمت کو احادیث و اقوال علماء سے ثابت فرمایا ہے تصویر کی حرمت کی حدیث حدیث متواتر ہے۔ اور اس حدیث کو ۱۸ سے زیادہ محدثین کرام نے اپنی تصنیف میں نقل فرمایا ۲۱ سے زیادہ صحابہ کرام و تابعین سے مروی اور چالیس سے زیادہ فقہ کی معتبر کتابوں سے اس کی حرمت ثابت ہے۔ عوام کی آسانی کے لئے فقیہ اعظم تاج الشریعہ استاذی و مولائی حضرت مولانا مفتی الشاہ اختر رضا خاں ازہری میاں قبلہ جانشین حضور مفتی اعظم ہند صدر مفتی مرکزی دارالافتاء ۸۲ سوداگران بریلی شریف نے عربی عبارت کا سلیس بامحاورہ ترجمہ کر دیا ہے اور ازیں قبل اس رسالہ کو مولانا خلیل الرحمٰن صاحب نے اختر بکڈپو سے شائع کیا تھا۔ لیکن جگہ جگہ سے عربی عبارت کا ترجمہ غائب تھا اس لئے چھوٹے ہوئے عربی عبارت کا ترجمہ حضور ازہری میاں نے دوبارہ فرمایا۔ اور اس جدید ایڈیشن کی اشاعت کا شرف الرضا مرکزی دارالاشاعت ۸۲ سوداگران بریلی کو حاصل ہے اس ادارہ کا قیام عمل میں آچکا ہے اور یہ ادارہ زیر سرپرستی جانشین حضور مفتی اعظم حضرت علامہ مولانا مفتی اختر رضا خاں ازہری میاں قبلہ اور زیر نگرانی مولوی عسجد رضا خاں قادری چل رہا ہے اور اس ادارہ کے اغراض و مقاصد یہ ہیں علماء اہلسنت کی کتابوں کی ترویج و اشاعت بالخصوص اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی قدس سرہٗ کی تصانیف کو شائع کرنا اور عوام تک پہونچانا ہے

محمد مظفر حسین رضوی کٹیہاری

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ وحدہٗ والصلوٰۃ والسلام علی من لا نبی بعدہ وعلیٰ الہ وصحبہ المکرمین عندہ ۔ مسئلہ :۔ از احمد آباد محلہ جمال پور متصل مسجد کانچ مرسلہ مولوی حکیم عبد الرحیم صاحب ۲۹ صفر ۱۳۳۱ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ ان دنوں شہر احمد آباد میں کاپیاں فوٹو گراف کی ۲/۲ کو بک رہی ہیں اور نمونہ اصلی خدمت میں آپ کی مرسل ہے آپ اس کو ملاحظہ فرمائیں یہ فوٹو حضرت پیر ابراہیم بغدادی عم فیضہ الصوری والمعنوی سجادہ نشین خانقاہ حضرت غوث اعظم حضرت پیران پیر قدس سرہٗ العزیز کا ہے اس کو احمد آبادی وغیرہ تبرک کے طور پر رکھتے ہیں۔ اس کا رکھنا مکانوں میں حرام ہے یا نہیں اور جس مکان میں یہ فوٹو ہوگا اس میں رحمت کے فرشتے آئیں گے یا نہیں اور اس فوٹو کے رکھنے سے برکت نازل ہوگی یا نہیں اور برزخ شیخ جمانے کے لئے فوٹو شیخ کا سامنے رکھ کر اس کا برزخ جمانا شریعت وطریقت میں جائز ہے یا نہیں۔ بینوا بیانا شافیا وتوجروا اجرا وافیا۔

الجواب

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ الخالق الباری المصور الذی صورنا فاحسن صورنا وخلق وحدہ العالم تقدیرہ وتطهیرہ وقضی بالعذاب وشدید العقاب علی الذین یضاھئون خلق اللہ فلیخلقوا ذرۃ او یخلقوا شعیرۃ والصلاۃ والسلام علی من اتی بمحق الاوثان وحرم التصویر صغیرہ وکبیرہ وجعلہ کبیرۃ وعلی الہ وصحبہ وابنہ الاکرم الغوث الاعظم وسائر حزبہ صلاۃ وسلاما

تمام تعریفیں اللہ کے لئے ہیں جو پیدا فرمانے والا۔ صورت بنانے والا ہے جس نے ہماری اچھی صورتیں بنائیں اور اکیلے تمام عالم کو اس کی باریک سے باریک چیز کو پیدا فرمایا۔ اور ان لوگوں پر جو اس کی پیدا کی ہوئی چیز کی مشابہت کرتے ہیں سخت عذاب وشدید عقاب مقدر فرمایا یہ خلق اللہ کی مشابہت کرتے ہیں تو ایک ذرہ یا جو کا دانہ پیدا کر تو دیں اور درود وسلام نازل ہوں ان پر جو اصنام کو مٹاتے ہوئے آئے اور جنہوں نے چھوٹی بڑی تصویروں کو حرام فرمایا اور اسکو گناہ کبیرہ بتایا اور ان کی آل واصحاب پر اور ان کے فرزند مکرم غوث اعظم پر اور تمام امت پر ایسا درود وسلام جو انکی قدر ومنزلت کے شایاں ہوے

توازیان عزہ وتو قیرہ ۔ رب انی اعوذبک من ھمزات الشیطین و اعوذبک رب ان یحضرون ۔

میرے رب میں تیری پناہ چاہتا ہوں شیطانوں کے وسوسے اور تیری امان چاہتا ہوں کہ وہ میرے پاس نہ آئیں ۔

اللہ عزوجل ابلیس کے مکر سے پناہ دے ۔ دنیا میں بت پرستی کی ابتدا یوہیں ہوئی کہ صالحین کی محبت میں ان کی تصویریں بنا کر رکھیں ۔ اور ان سے لذت عبادت کی تائید سمجھی شدہ شدہ وہی معبود ہو گئیں ۔ صحیح بخاری و صحیح مسلم میں عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے آیت کریمہ ۔

وقالوا لاتذرن الھتکم ولا تذرن وداً ولا سواعاً ولا یغوث ویعوق ونسراً کی تفسیر میں ہے قال کانوا اسماء رجال صالحین من قوم نوح فلما اھلکوا اوحی الشیطان الی قومھم ان انصبوا الی مجالسھم التی کانوا یجلسون انصابا وسموھا باسمائھم ففعلوا فلم تعبد حتی اذا ھلک اولئک ونسخ العلم عبدت ۔

اور قوم نوح نے کہا ہرگز اپنے خداؤں کو نہ چھوڑو اور ہرگز ود، سواع، یغوث، یعوق اور نسر کو نہ چھوڑو اور یہ قوم نوح کے نیک مردوں کے نام تھے ۔ جب یہ لوگ وفات پا گئے تو شیطان نے انکے بعض رشتہ داروں کے دل میں یہ خیال ڈالا کہ انکی نشست گاہوں میں انکے مجسمے کھڑے کر دو تو انھوں نے ایسا ہی کیا پھر جب تک ان رشتہ داروں نے وفات نہ پائی ان کی عبادت نہ ہوئی جب ان کی وفات ہوئی اور علم چلا گیا تو انھیں پوجا جانے لگا ۔

عبد بن حمید اپنی تفسیر میں ابوجعفر بن المھلب سے راوی

قال کان ود رجلا مسلما و کان محبباً فی قومہ فلما مات عسکروا حول قبرہ فی ارض بابل وجزعوا علیہ فلما رای ابلیس جزعھم علیہ تشبہ فی صورۃ انسان ثم قال اری جزعکم علی ھذا فھل

ود ایک مسلمان شخص تھا اور اپنی قوم میں محبوب تھا جب اسکا انتقال ہوا تو لوگوں نے ارض بابل میں اس کی قبر کے گرد پڑاؤ ڈالا اور اس پر نوحہ کیا تو جب ابلیس نے انکی زاری کو دیکھا تو انسان کا روپ دھارا اور کہا کہ میں اس شخص پر زاری دیکھتا ہوں تو کیا میں تمہارے لئے اس کی تصویر بنا دوں جو تمہاری

لکم ان اصور لکم مثلہ فیکون فی نادیکم فتذکرونہ بہ قالوا نعم فصور لہم مثلہ وضعوہ فی نادیہم وجعلوا یذکرونہ فلما رای ما بہم من ذکرہ قال ھل لکم ان اجعل لکم فی منزل کل رجل منکم تمثالا فیکون فی بیتہ فتذکرونہ قالوا نعم فصور لکل اھل بیت تمثالا مثلہ فاقبلوا فجعلوا یذکرونہ بہ قال وادرک ابناءھم فجعلوا یرون ما یصنعون وتناسلوا ودرس امر ذکرھم ایاہ حتی اتخذوہ الٰھا یعبدونہ من دون اللہ قال وکان اول ما عبد غیر اللہ فی الارض ھو الصنم الذی سموہ

بیٹھک میں ہو تاکہ تم تصویر سے یاد کرو ان سب نے کہا ہاں بنا دو چنانچہ اس نے تصویر بنادی اور انہوں نے اُس کو اپنی بیٹھک میں رکھا اور ود کی یاد کرنے لگے جب شیطان نے اس کی یاد کا یہ عالم دیکھا تو یہ کہا کیا میں اس کی تصویر ہر شخص کے گھر میں رکھ دوں کہ اس کے گھر میں رہے تو تم سب اس کو خوب یاد کروگے انہوں نے کہا ہاں رکھ دو تو اس نے ہر گھر میں ایک مجسمہ بنا دیا تو یہ لوگ اس مجسمہ کو دیکھ کر ود کی یاد کرتے پھر ان کے بیٹے آئے۔ انھوں نے وہ سب کچھ دیکھا پھر ان کے بیٹے آئے اور اب ود کی یاد پرانی ہوگی یہاں تک کہ اس کو خدا بنالیا جسے اللہ کے سوا پوجتے تھے اور روئے زمین پر سب سے پہلا صنم جو پوجا گیا وہ یہی ود نام کا صنم تھا۔

نیز صحیحین بخاری ومسلم میں ام المومنین صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے ہے۔

لما اشتکی النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ذکر بعض نسائہ کنیسۃ یقال ماریۃ وکانت ام سلمۃ وام حبیبۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہما اتتا ارض حبشۃ وذکرتا من حسنہا وتصاویر فیہا فرفع صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم راسہ فقال اولٰئک اذا مات فیہم الرجل الصالح

جب نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مریض ہوئے آپ کی بعض بیویوں نے ایک گرجا کا ذکر کیا جس کا نام ماریہ تھا اور ام سلمہ اور ام حبیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سرزمین حبشہ میں آئی تھیں جو انہوں نے حبشہ کا حسن اور اس میں تصویروں کا ذکر کیا تو حضور نے اپنا سر اٹھایا پھر کہا ان لوگوں میں جب نیک آدمی مرتا ہے تو اُس کی قبر پر مسجد بنا دیتے ہیں پھر اس کی

بنوا علی قبرہ مسجداً ثم صوروا فیہ تلک الصور اولٰئک شرار خلق اللہ

یہ تصویریں بناتے ہیں یہ اللہ کی بدترین مخلوق ہے۔

مرقاۃ شرح مشکوٰۃ شریف میں ہے

صوروا فیہ تلک الصور ای صور الصلحاء تذکیراً بھم وترغیباً فی العبادۃ لاجلھم ثم جاء من بعدھم فزین لھم الشیطان اعمالھم وقال لھم سلفکم یعبدون ھذہ الصور فوقعوا فی عبادۃ الاصنام۔

یعنی نیکوں کی تصویریں بناتے تھے تاکہ انھیں دیکھ کر اللہ کو یاد کریں اور عبادت میں رغبت ہو پھر ان کے بعد کے لوگ آئے تو شیطان نے ان کے لئے ان کے اعمال کو مزین کیا اور کہا تمہارے اگلے ان تصویروں کو پوجتے تھے پھر وہ صنم پرستی میں پڑ گئے۔

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے متواتر حدیثوں میں فرمایا کہ

لاتدخل الملٰئکۃ بیتا فیہ کلب ولا صورۃ رواہ الائمۃ احمد والستۃ والطحاوی عن ابی طلحۃ والبخاری والطحاوی عن ابن عمر وابن عباس ومسلم وابوداؤد والنسائی والطحاوی عن ام المومنین میمونۃ ومسلم وابن ماجۃ والطحاوی عن ام المؤمنین الصدیقۃ واحمد ومسلم والنسائی والطحاوی وابن حبان عن ابی ھریرۃ والامام احمد والدارمی وسعید بن منصور وابوداؤد والنسائی وابن ماجۃ وابن خزیمۃ وابویعلی والطحاوی وابن حبان والضیاء والشاشی

رحمت کے فرشتے اس گھر میں نہیں آتے جس میں کتا یا تصویر ہو۔ اس حدیث کو امام احمد اور صحاح ستہ کے مصنفین نے روایت کیا (بخاری، مسلم، ابوداؤد، ترمذی، نسائی، ابن ماجہ اور طحاوی) نے حضرت ابوطلحہ سے اور بخاری نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما اور عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے اور مسلم ابوداؤد، نسائی اور طحاوی حضرت ام المومنین میمونہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے اور امام مسلم، ابن ماجہ اور طحاوی حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے۔ اور احمد، مسلم، نسائی، طحاوی، ابن حبان حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا۔ امام احمد، دارمی، سعید بن منصور، ابوداؤد

والونعیم فی الحلیۃ عن امیر المؤمنین علی والامام مالک فی الموطا والترمذی والطحاوی عن ابی سعید الخدری واحمد والطحاوی والطبرانی فی الکبیر عن اسامۃ بن زید والطحاوی عن ابی ایوب الانصاری رضی اللّٰہ تعالٰی عنہم وقد فصلنا ھا فی فتاوانا۔

نسائی، ابن ماجہ، ابن خزیمہ، ابویعلی، طحاوی وابن حبان، ضیاء، شاشی، اور ابونعیم نے حلیہ میں امیر المومنین علی رضی اللہ تعالٰی عنہ سے اور امام مالک موطا میں اور ترمذی طحاوی نے ابوسعید خدری سے روایت کیا اور امام احمد طحاوی، طبرانی نے معجم کبیر میں حضرت اسامہ بن زید سے اور طحاوی نے حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ تعالٰی عنہ سے اور ہم ان طرق حدیث کی تفصیل اپنے فتاوی میں کی ہے

اور اس میں کسی معظم دینی کی تصویر ہونا نہ عذر ہوسکتا ہے نہ اس وبال عظیم سے بچا سکتا ہے بلکہ زیادہ موجب وبال ونکال ہے کہ اس کی تعظیم کیجائیگی اور تصویر ذی روح کی تعظیم خاص بت پرستی کی صورت اور گویا ملت اسلامی سے صریح مخالفت ہے۔ ابھی حدیث سن چکے وہ اولیاء ہی کی تصویریں رکھتے تھے جس پر ان کو بدترین خلق اللہ فرمایا انبیا علیہم الصلوٰۃ والسلام سے بڑھکر کون معظم دین ہوگا اور نبی بھی کون حضرت شیخ الانبیاء خلیل کبریا سیدنا ابراہیم علی ابنہ الکریم وعلیہ افضل الصلاۃ والتسلیم کہ ہمارے حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے بعد تمام جہان سے افضل واعلیٰ ہیں ان کی اور حضرت سیدنا اسمٰعیل ذبیح اللہ اور حضرت بتول مریم علیہم الصلاۃ والسلام کی تصویریں دیوار کعبہ پر کفار نے نقش کی تھیں جب مکہ معظمہ فتح ہوا حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے امیر المومنین فاروق اعظم رضی اللہ تعالٰی عنہ کو پہلے بھیج کر وہ سب محو کرادیں جب کعبہ شریف میں تشریف فرما ہوکے بعض کے نشان کچھ باقی پائے، پانی منگا کر بنفس نفیس انھیں دھودیا اور بنانے والوں کو قاتل اللہ فرمایا۔ اللہ تعالٰی انھیں قتل کرے۔

ھذا معنی ما روی البخاری فی صحیحہ والامام الطحاوی عن ابن عباس والامام احمد والوداود عن جابر بن عبد اللّٰہ وعمرو بن شیبۃ والامام

یہ مفہوم اس حدیث کا جو بخاری نے اپنی صحیح میں اور امام طحاوی نے حضرت ابن عباس سے اور امام احمد، ابوداود نے حضرت جابر بن عبداللہ سے اور عمرو بن شیبہ، امام طحاوی

الطحاوی عن اسامۃ بن زید رضی اللہ تعالٰی عنہما کما فصلناہ فی فتاوانا

نے حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ تعالٰی عنہما سے روایت کیا جیسا کہ اس کی تفصیل فتاوٰی میں کی ہے

بادی النظر میں یہ شبہ گزر سکتا ہے کہ صاحبزادہ موصوف کی یہ تصویر صرف سینے تک ہے اور انسان اتنے جسم سے زندہ نہیں رہتا اور در مختار میں ہے کہ جب تصویر سے وہ عضو محو کر دیا جائے جس کے بغیر حیات نہ ہو تو وہ ممانعت سے مستثنٰی ہے۔

حیث قال لوکانت صغیرۃ لاتتبین تفاصیل اعضائھا للناظر قائما وھی علی الارض ذکرہ الحلبی اومقطوعۃ الراس اوالوجہ اوممحوۃ عضو لا تعیش بدونہ اولغیر ذی روح لایکرہ۔

تصویر زمین پر ہو اور اتنی چھوٹی ہو کہ کھڑے ہو کر دیکھنے والے کو اس کے تفصیلی اعضا صاف معلوم نہ دیں یا سر بریدہ ہو یا چہرہ بریدہ یا ایسا عضو مٹا ہو جس کے بغیر زندگی نہیں یا بے جان چیز کی ہو تو مکروہ نہیں۔

اور بنانے کے بعد مٹا دینا اور سرے سے نہ ہونا دونوں کا ایک حکم ہے رد المحتار میں ہے

قولہ اومقطوعۃ الراس ای سواء کان من الاصل اوکان لہا راس ومحی۔

درمختار کا قول یا سر بریدہ ہو یعنی خواہ سرے سے نہ ہو یا سر ہو اور مٹا دیا گیا ہو برابر ہے

اقول وباللہ التوفیق وبہ الوصول الٰی ذری التحقیق یہاں یہ قول اس کا ہو سکتا ہے جس نے خدمت فقہ و حدیث نہ کی نہ اسے مقاصد شرع پر نظر ملی اولاً مقام تنقیح میں سرے سے یہ عبارت درہی محل نظر ہے فقیر نے جس قدر کتب فقہیہ متون و شروح و فتاوٰی حاضر ہیں سب کی طرف مراجعت کی بیان حکم میں اس تعمیم پر درمختار کا سلف نہ پایا یہاں تک کہ بحر و درر کہ اکثر ماخذ کتاب ہیں ان میں بھی اس کا نشان نہیں۔ عامہ کتب مثل ہدایہ و وقایہ ونقایہ وکنز ووافی وغرر واصلاح وملتقی ومنیہ ونورالایضاح وبدایہ وشرح وقایہ وبرجندی وتبیین وکافی ودرر وایضاح ومجمع الانہر ومراقی الفلاح وفتح القدیر وعنایہ وخانیہ وخزانۃ المفتین وہندیہ حتی کہ خود جامع صغیر محرر مذہب امام محمد رحمۃ اللہ تعالٰی میں

صرف ذکر راس پر اقتصار فرمایا۔ کہ اگر تصویر بے سر کی ہو یا اس کا سر کاٹ دیں تو کراہت نہیں اور خلاصہ[27] پھر اس کی تبعیت سے تنویر الابصار[28] وحلیہ[29] وبحرالرائق[30] وجامع الرموز[31] وغنیہ[32]۔ وصغیری[33] وشرنبلالیہ[34] وعبدالحلیم علی الدرر[35] میں وجہ کا اضافہ کیا کہ چہرہ مٹا دینا بھی سر کاٹ دینے کے مثل ہے ذخیرۃ العقبی[36] وشلبی علی الزیلعی وحسن عجمی[37] علی الدرر وسعدی[38] افندی علی العنایہ سے وہ مسکین علی الکنز[39] حتی کہ سید ابوالسعود ازہری نے بھی کہ درمختار سے کثیر الاخذ ہیں۔ زیادۃ[40] سے اصلاً تعرض نہ کیا۔ اقول اور ذکر وجہ حقیقۃً زیادہ نہیں کہ راس کا اطلاق اکثر چہرے پر آتا ہے گردن جدا کر دینے کو سر کاٹنا ہی کہتے ہیں۔ تو مقصود خلاصہ اس کا افادہ ہے کہ محو بھی مثل قطع ہے۔ اس کی عبارت یہ ہے۔

ان کان مقطوع الراس لا باس به ولو محی وجه الصورة فهو کقطع الراس	اگر تصویر سر بریدہ ہو تو کوئی کراہت نہیں اور اگر چہرہ مٹا دیا تو یہ سر کاٹنے کے مثل ہے

ثم اقول دیگر اعضاء وجہ وراس کے معنی میں نہیں اگرچہ مدار حیات ہونے میں مماثل ہوں کہ چہرہ ہی تصویر جاندار میں اصل ہے ولہذا سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اسی کا نام تصویر رکھا اور شک نہیں کہ فقط چہرے کو تصویر کہتے اور بنانے والے بار ہا اسی پر اقتصار کرتے ہیں ملوک نصاری کہ سکے میں اپنی تصویر چاہتے ہیں۔ اکثر چہرے تک رکھتے ہیں اور بیشک عامہ مقاصد تصویر چہرے سے حاصل ہوتے ہیں۔

انما الشئ بمقاصده امام اجل ابو جعفر طحاوی قال الصورة الراس فکل شئ لیس له راس فلیس بصورة	شئ اپنے مقاصد سے ہے۔ حضرت سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی سر تصویر ہے تو ہر وہ چیز جس کا سر نہ ہو تصویر نہیں۔

اور اسی طرف عبارت ہدایہ ناظر

حیث قال اذا کان التمثال مقطوع الراس فلیس بتمثال۔	جب مجسمہ سر کٹا ہو تو وہ مجسمہ نہیں۔

بلکہ یہ جامع صغیر میں نص امام کبیر ہے

محمد عن یعقوب عن ابی حنیفۃ رضی اللہ تعالٰی عنہم اذا کان راس الصورۃ مقطوعاً فلیس بتمثال

یعنی امام محمد روایت کرتے ہیں یعقوب (امام ابو یوسف) سے وہ (ابو یوسف) امام اعظم ابو حنیفہ سے راوی کہ انھوں نے فرمایا جب تصویر سر کٹی ہو تو مجسم نہیں۔

لاجرم امام نسفی نے وافی میں تصریح فرمائی کہ اگر تصویر کا سر مقطوع نہیں کراہت مدفوع نہیں۔

وھذا نصہ لو کان فوق راسہ فی السقف او بین یدیہ او بحذائہ صورۃ غیر مقطوع راسہا کرہ۔

آدمی کے سر کے اوپر چھت میں یا اس کے سامنے یا دائیں بائیں تصویر ہو جس کا سر کٹا نہ ہو تو نماز مکروہ ہے۔

ظاہر ہے کہ نیم قد یا سینہ تک کی تصویر پر بھی صادق ہے کہ اس کا سر مقطوع نہیں تو حکم منع مدفوع نہیں واللہ تعالٰی اعلم ثانیاً قول درمختار ہی لیجئے جس پر محشیوں نے تقریر اور شامی نے حاشیہ میں تبعیت کی۔

حیث قال مقطوعۃ الراس والمراد محوہ بعضو لا تعیش بدونہ کالوجہ

سر کٹی ہونے سے مراد ہے ایسے عضو کا نہ ہونا ہے جس کے بغیر زندگی نہیں جیسے چہرہ

بیان مسئلہ میں اگرچہ یہ تعمیم فقیر نے کہیں نہ پائی۔ مگر ایک مسئلہ کی دلیل میں کلام فتح سے اس کی طرف اشارہ سمجھا گیا۔

اذ قال لو قطع یدیہا ورجلیہا لا ترتفع الکراھۃ لان الانسان قد تقطع اطرافہ وھو حی۔

اگر تصویر کے دونوں ہاتھ اور دونوں پیر کاٹ دیئے جب بھی کراہت ختم نہ ہوگی اس لئے کہ کبھی انسان کے ہاتھ پیر کاٹ دیئے جاتے ہیں اور وہ زندہ رہتا ہے۔

علامہ طحطاوی نے اس سے وہ تعمیم استنباط فرمائی حاشیہ مراقی الفلاح لکھا۔

افاد بھذا التعلیل ان قطع الراس

علامہ کمال ابن ہمام نے اس توجیہ سے یہ بتایا

لیس بقید بل المراد جعلها علی حالۃ لاتعیش معہا مطلقاً ۔

کہ سر کٹی ہونا کوئی ضروری نہیں بلکہ مراد ایسی حالت بتانا ہے جس کیساتھ زندگی نہیں ۔

اقول اس استنباط میں نظر ظاہر ہے

فان حاصل کلام الفتح ان ھذہ امکروۃ لکونہ علی حالۃ یعاش معہا وکل ما کان کذا فھو مکروہ و لایلزم منہ ان کان ماھو مکروہ فھو کذا فان الموجبۃ الکلیۃ لاتنعکس کنفسہا و وجدت نظیرہ فی الھدایہ اذ قال الطلاق علی ضربین صریح وکنایۃ فالصریح قولہ انت طالق ومطلقۃ و طلقتک فھذا یقع بہ الطلاق الرجعی لان ھذہ الالفاظ تستعمل فی الطلاق ولاتستعمل فی غیرہ فکان صریحاً وانہ یعقب الرجعۃ بالنص ولایفتقر الی النیۃ لانہ صریح فیہ لغلبۃ الاستعمال اہ اقول فمناط الصراحۃ ھو غلبۃ الاستعمال کما افاد اخراً فما لم یستعمل فی غیر الطلاق کان اولی بالصراحۃ فیہ فلذا علل بہ

اس لئے کہ فتح القدیر کے کلام کا حاصل یہ ہے کہ یہ تصویر جس کے ہاتھ پاؤں کٹے ہوں، مکروہ وناجائز ہے اس لئے کہ وہ ایسی حالت پر ہے جس کے باوجود آدمی زندہ رہ سکتا ہے ۔ اور ہر وہ تصویر جو اس حالت میں ہو جس کے ساتھ وہ صورت زندہ رہ سکے، وہ مکروہ وممنوع ہے اور اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ ہر مکروہ تصویر اسی حال پر ہو اس لئے موجبہ کلیہ کا عکس موجبہ کلیہ نہیں آتا اور میں نے اس کی نظیر ہدایہ میں پائی اس لئے کہ ہدایہ میں فرمایا طلاق کی دو قسمیں ہیں صریح ۔ کنایہ ۔ تو صریح یہ ہے کہ آدمی کہے انت طالق ومطلقۃ تو طلاق یافتہ ہے تجھے طلاق ہے اور طلقتک میں نے تجھے طلاق دی تو ان کلمات سے طلاق رجعی پڑتی ہے اس لئے کہ یہ الفاظ طلاق کے معنی میں استعمال ہوتے ہیں کسی اور معنی میں استعمال نہیں ہوتے تو یہ الفاظ صریح ہیں اور صریح کے نص کے بموجب رجعت ممکن ہے اور صریح نیت کا محتاج نہیں اس لئے کہ غلبہ استعمال کی وجہ سے وہ طلاق

الصراحة فی الالفاظ الثلثة وهو
لایفید ان مایستعمل فی غیره نادراً
لایکون صریحا فیه وبالجملة
هو تعلیل بما یتضمن العلة مع
شئ زائد یفیده من باب اولیٰ
کذا ههنا مناط المنع هو الراس
ولو وحده فاذا کان جمیع ما
یحتاج الیه للحیاة باقیا تضمن
العلة مع شئ زائد افاد المنع
بالاولیٰ قد تدافع بین کلامی
الهدایة اولاً وآخراً وقد کان
افاده فی الفتح نفسه اذ قال
ما غلب استعماله فی معنی بحیث
یتبادر حقیقة او مجازاً صریح
فان لم یستعمل فی غیره فاولیٰ
بالصراحة فلذا رتب الصراحة
فی هذه الالفاظ علی الاستعمال
فی الطلاق دون غیره اھ ثم
زعم التدافع مع انه قد
اندفع بما قررنا ولله الحمد

کے معنیٰ میں صاف ہے۔ اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں
اقول۔ تو صریح ہونے کا دارومدار غلبۂ استعمال ہے
جیسا کہ صاحب ہدایہ نے اخیر میں افادہ فرمایا لہٰذا
جو لفظ طلاق کے سوا کسی اور معنیٰ میں مستعمل نہ ہو
وہ طلاق کے معنیٰ میں بدرجۂ اولیٰ صریح ہوگا اسی
لئے تین الفاظ گزشتہ کے صریح ہونے کی یہی دلیل
بیان فرمائی تو کلام اس بات کا فائدہ نہیں دیتا
کہ ہر وہ لفظ جو طلاق کے سوا کسی اور معنیٰ میں نادراً
بولا جاتا ہے وہ معنیٰ طلاق میں صریح نہ ہو مختصر یہ ہے
کہ صاحب ہدایہ کا یہ کلام انکے دعویٰ کی علت اس طور
پر بیان کرتا ہے۔ جو علت کو شئی زائد کیساتھ متضمن ہو
اس شئی زائد کا افادہ بدرجۂ اولیٰ کرے اسی طرح ہمارے
اس مسئلہ میں تصویر کے ممنوع ہونے کا دارومدار
سر ہے اگرچہ سر تنہا ہو تو جب کہ وہ تمام چیزیں جنکی
کیلئے حاجت ہے باقی ہوں علت حرمت شئی زائد کے
ساتھ شامل ہوگی اور یہ تصویر کی ممانعت کا بدرجۂ
اولیٰ فائدہ دیگا یہاں سے معلوم ہوا تو ہدایہ کے دونوں
اگلے پچھلے کلاموں میں تناقض نہیں اور خود فتح القدیر
میں اس مضمون کا افادہ فرمایا اس لئے کہ
انھوں نے صاحب ہدایہ کے قول کی توضیح میں فرمایا
کہ صریح وہ ہے جس کا استعمال کسی معنیٰ میں اسطرح غالب
ہو کہ ذہن اسی کی طرف سبقت کرے عام ازیں کہ وہ
لفظ حقیقت ہو یا مجاز تو اگر دوسرے معنیٰ میں مستعمل
نہ ہو تو بدرجۂ اولیٰ صریح ہوگا اسلئے تو ان الفاظ کے صریح

ہونے میں اس بات پر مرتب کیا کہ یہ الفاظ طلاق ہی میں استعمال ہوتے ہیں دوسرے معنی میں نہیں بولے جاتے۔ پھر صاحب فتح القدیر نے کلام ہدایہ میں تناقض کا گمان کیا حالانکہ تناقض ان کی اس تقریر سے مندفع ہو گیا جو انھوں نے کلام ہدایہ کی فرمائی وللہ الحمد۔

اسی طرز پر ایک بحث میں ان کے تلمیذ امام ابن امیر حاج کے کلام سے اشارہ نکل سکتا ہے اور ولیاہی اس کا جواب ہے۔

حیث یقول اما قطع الراس عن الجسد بخیط مع بقاء الراس علی حالہ فلا ینفی الکراھۃ لان من الطیر ما ھو مطوق فلا یتحقق القطع بذلک کذا ذکروہ وھو قاصر علی الطیر والظاھر ان الکراھۃ لا تنتفی فی غیرہ من الحیوانات بھذا الصنیع کما لا تنتفی فیہ فیحتاج الغیر الی توجیہ غیر ھذا ولعل الاولی ان یقال لان الحیوان الحی قد یجعل علی رقبتہ شئ ساتر لھا من خیط اوغیرہ لغرض من الاغراض فیکون ھذا بمنزلتہ فلا تزول بہ الکراھۃ۔

تصویر میں سر کا ڈورے سے جسم سے جدا کر دیا اس طرح کہ سر اپنی حالت پر رہے کراہت کو زائل نہیں کریگا اس لئے کہ بعض چڑیوں کی گردن میں کنٹھا ہوتا ہے تو اس سے جدا کرنا متحقق نہیں ہوگا علماء نے ایسا ہی ذکر کیا ہے اور وہ چڑیوں میں منحصر ہے اور ظاہر یہ ہے کہ کراہت چڑیوں کے علاوہ دوسرے جانوروں میں بھی ایسا کرنے سے ختم نہ ہوگی تو دوسرے جانوروں کا عذر دوسری توجیہ کا محتاج ہوگا اور شاید اولیٰ یہ ہے کہ کہا جائے کہ زندہ جانور کی گردن پر کبھی کسی غرض سے ڈورا وغیرہ کوئی چیز باندھ دی جاتی ہے جو گردن کو ڈھک لیتا ہے ایسی صورت میں وہی چیز گردن کے بمنزلہ ہے لہذا اس کی کراہت زائل نہ ہوگی۔

ثم لما اقف علی انہ لو فصل

پھر مجھے اس صورت کے حکم پر اطلاع نہ ہوئی

بين نصفه الاعلى والاسفل بخيط
صار كانه مقطوع شطرين هل
تزول الكراهة الظاهر انها لا تزول
كما في الراس نحو ما ذكرنا انفا
في الراس ولاسيما في الآدمي فان
ذالك يكون فيه بمنزلة شد
الوسط والله تعالىٰ اعلم ۔

جب تصویر کے نصف اعلیٰ اور نصف اسفل کو جدا
کردیا جائے دھاگے ڈورے سے، اس طرح کہ آدھی
آدھی کٹی لگے کیا کراہت زائل ہوجائیگی بظاہر یہ
ہے کہ نہیں ہوگی جیسا کہ سر میں خصوصاً آدمی
میں اس لئے کہ ایسا کرنا اس کے حق میں کمر
باندھنے کے بمنزلہ ہوگا اسلئے کہ ایسا کرنا درمیان
حصے کو باندھنے کی منزل میں ہے ۔
واللہ تعالیٰ اعلم۔

اقول والاتيان بلفظ الظاهر
في الموضعين من شدة ورعه
رحمه الله تعالىٰ والا فالحكم
مقطوع به فيهما ولا يتوهم احد
ان لو ربط خيطا في عنق صورة
انسان او بهيمة او في وسطها
ذهب الحكم الشرعي وجاز
اقتناؤها ثم ليس حاصله
الامثل ما في الفتح ان كل ما ينافي
الحياة ينفي الكراهة كما لا يخفى
الا ترى ان كل ما لا ينافي الانسانية
لا ينفي الحيوانية اذ لو بقي الحيوانية
لنا في الانسانية وليس ان
كما ينافي الانسانية لا ينفي
الحيوانية كالصهيل والنهيق
والتوهب فان كل ذالك ينافي

اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں اقول ۔ اور دونوں جگہ
لفظ ظاہر کو لانا مصنف کے کمال احتیاط کے قبیل
سے ہے ورنہ دونوں صورتوں کا حکم یقینی ہے
اور کسی کو یہ وہم نہ ہو کہ اگر کسی آدمی یا چوپائے کے
گردن میں یا دونوں کے کمر میں ڈورا باندھ دیا
جائے تو حکم شرعی باقی نہ رہے گا (ممانعت باقی
نہ رہیگی) اور اس تصویر کو رکھنا جائز ہے پھر اس
کلام کا حاصل اسی مضمون کی طرح ہے جو فتح القدیر
میں مذکور ہوا یعنی ہر وہ صورت جو حیات کے
منافی نہیں ہے وہ کراہت کی نفی نہ کریگی اور اس
سے یہ لازم نہیں آتا کہ ہر وہ صورت جو حیات کے
منافی ہے وہ کراہت کے منافی ہے جیسا کہ پوشیدہ
نہیں کیا تم نہیں دیکھتے کیا تمہیں معلوم نہیں
کہ ہر وہ شئی جو انسانیت کے منافی نہیں وہ حیوانیت
کے منافی نہیں ۔ اس لئے کہ حیوانیت کی نفی ہو تو
بلاشبہ انسانیت کی نفی ہوجائیگی اور ایسا نہیں کہ ہر وہ

الانسانیۃ ولا ینفی الحیوانیۃ۔

شئی جو انسانیت کے منافی ہو وہ حیوانیت کے منافی ہو جیسے گھوڑے کا ہنہنانا اور گدھے کی آواز اور وہابی ہونا اس لئے کہ یہ تمام باتیں انسانیت کے منافی ہیں اور حیوانیت کے منافی نہیں۔

عجب نہیں کہ مدقق علائی نے انھیں عبارات فتح وحلیہ کو دیکھکر یہ تعمیم اضافہ فرمائی ہو حالانکہ وہ مفید تعمیم نہیں ہاں کلام امام ابو جعفر طحاوی میں فقیر نے اس کی طرف اشارہ پایا۔

حیث قال رحمہ اللہ تعالیٰ بعد ما احتج علی من قال بکراھۃ الصورۃ مطلقا ولو لغیر حیوان کشجر مثلا باحادیث فیھا الامر لقطع الراس التماثیل ما نصہ فلما ابیحت التماثیل بعد قطع راسھا الذی لو قطع من ذی روح لم یبق دل ذالک علی اباحۃ تصویر مالا روح لہ وعلی خروج مالا روح لمثلہ من الصور مما قد نھی عنہ فی الاثار التی ذکرنا فی ھذا الباب و قد روی عن عکرمۃ فی ھذا الباب ایضا ما حدثنا محمد بن النعمٰن فذکر سندہ عن عکرمۃ عن ابی ھریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال الصورۃ الراس الی اخر ما تقدم۔

اس لئے کہ ان موصوف رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ان احادیث سے جن میں مجسموں کے سر کاٹنے کا حکم ہے۔ ان لوگوں پر تصویر کو مطلقاً مکروہ کہتے ہیں خواہ بے جان مثلا پیڑ کی ہو دلیل قائم کرنے کے بعد کہا۔ جب مجسمے سر جدا کرنے کے بعد مباح ٹھہرے تو یہ بے جان کی صورت مباح ہونے پر دلالت کرتا ہے نیز اس باب میں حضرت عکرمہ سے مروی ہے کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا، صورت سر ہے۔

کلام دُرر کے لئے یہ غایت ابدائے سند ہے۔ اقول اگرچہ ان کا آخر کلام اور حدیث ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے استناد بتا رہا ہے کہ نہ رہنا حکم منع سے خارج کرنے کا مدار ہے اور یہی چاہئے کہ شرع نے حکم منع تمثال ظاہر غیر مستہان پر فرمایا۔ تو جب تک تمثال بلا اہانت ظاہر ہے

منع باقی ہے ہاں جب تمثال نہ رہے یا اہانت ہو منع نہ رہے گا کہ مناط منع یعنی دارومدار منتفی ہو گیا قطع سر میں تمثال نہیں رہتی جیسا کہ حدیث ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے وعبارت ہدایہ وخود کلام امام اعظم سے گزرا بخلاف دیگر اعضاء کہ جب تک چہرہ باقی اگرچہ اور اعضاء نہ ہوں ولہذا جبریل امین علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے حدیث آئندہ اور محرر مذہب امام محمد نے جامع صغیر اور جملہ کتب مذکورہ مذہب متون وشروح وفتاوی میں صرف نفی راس پر اقتصار فرمایا۔ واللہ تعالیٰ اعلم: بہرحال اگر اسی پر چلے۔ فاقول وباللہ التوفیق تصویر میں حیات اب تو کسی حالت میں نہیں ہوتی نہ وہ کسی حال میں جملہ اعضاء مدار حیات کا استعیاب کرتی ہے عکس میں تو ظاہر کہ اگر پورے قد کی بھی تو صرف ایک طرف کی سطح بالا کا عکس لائے گی طول میں نصف جسم بھی ہوتا تو عادۃ حیات ناممکن ہوتی نہ کہ صرف نصف سطح اور بت میں بھی اندورنی اعضاء مثل دل وجگر وعروق، رگیں نہیں ہوتے اور ڈاکٹری کی ایک تصویر خاص لیجئے جس میں اندر باہر کے رگ پٹھے تک سب دکھائے جاتے ہیں تو رگوں میں خون کہاں سے آئے گا غرض تصویر کسی طرح استعیاب مابہ الحیاۃ نہیں کر سکتی (جس سے زندگی ہو) فقط فرق حکایت وفہم ناظر کا ہے اگر اس کی حکایت محکی عنہ میں حیات کا پتا دے یعنی ناظر یہ سمجھے کہ گویا ذوالتصویر زندہ کو دیکھ رہا ہے تو وہ تصویر ذی روح کی ہے اور اگر حکایت حیات نکرے ناظر اس کے ملاحظہ سے جانے کہ یہ کی صورت نہیں میت وبے روح کی ہے تو وہ تصویر غیر ذی روح کی ہے۔ سنن ابوداؤد وجامع ترمذی وسنن نسائی وصحیح ابن حبان وشرح معانی الآثار امام طحاوی ومستدرک حاکم ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے۔

قال قال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اتانی جبریل قال اتیتک البارحۃ فلم یمنعنی ان اکون دخلت الا انہ کان علی الباب تماثیل وکان فی البیت کلب قرام ستر فیہ تماثیل و

فرمایا حضرت ابوہریرہ نے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ میرے پاس جبرئیل آئے اور کہا میں آپ کی خدمت میں شب گزشتہ آیا تھا تو داخل ہونے سے مجھے صرف اس چیز نے روک دیا کہ دروازے پر تصویریں تھیں اور گھر میں پردہ کا کپڑا ہے جس میں

كان في البيت كلب فمر براس التمثال الذي على باب البيت فيقطع فيصير كهيأة الشجرة ومر بالستر فليقطع فليجعل وسادتين منبوذتين توطآن ومر بالكلب فليخرج ففعل رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم۔

تصویریں ہیں اور گھر میں کتا ہے تو حکم دیجئے کہ دروازے پر جو تصویر ہے اس کا سر کاٹ دیا جائے کہ پیڑ کی شکل ہو جائے اور پردہ کا کپڑا کاٹ کر دو تکیہ بنائے جائیں کہ پڑے پامال ہوں اور کتا نکال دیا جائے تو رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسا ہی کیا۔

دیکھئے جبرائیل امین علیہ الصلاۃ والتسلیم نے یہی عرض کی کہ ان تصویروں کے سر کاٹنے کا حکم فرما دیجئے جس سے ان کی ہیات درخت کے مثل ہو جائے حیوانی صورت نہ رہے اس کا صریح مفاد تو وہی ہے کہ بے قطع راس حکم منع نہ ہو جائے گا کہ بغیر اس نہ پیڑ کی مثل ہو سکتی ہیں نہ صورت حیوانی سے خارج اور اگر تنزل کیجئے تو اس قدر تو لازم کہ ایسا کر دیجئے جس سے وہ ایک بیجان کی صورت معلوم ہو اس سے حالت بے روحی مفہوم ہو و لہذا علامہ سید طحطاوی رحمۃ اللہ علیہ نے اسی قول در کی شرح میں فرمایا

قوله لاتعيش بدونه انما لا تكره الصلاة اليها لانها صورة ميت وهو لا يعبد اقول والاولى وهي لاتعبد لان المشركين انما يعبدون الميت قال تعالى اموات غير احياء نعم لا يصور ونهم صورة ميت بل حي۔

درمختار کا یہ فرمانا کہ تصویر کا وہ عضو نہ ہونا جس کے بغیر زندگی نہیں، اس صورت میں نماز اس وجہ سے مکروہ نہیں کہ ایسی تصویر مردہ کی ہوتی ہے۔ اور مردہ کی تصویر نہیں پوجی جاتی۔

اور شک نہیں کہ عکسی تصویریں اگرچہ نیم قد یا سینے تک بلکہ اگرچہ صرف چہرہ کی ہوں ہرگز نہ مثل شجر ہوتی ہیں نہ موت ذوالصورۃ کی حکایت کرتی ہیں بلکہ یقیناً جیتے جاگتے کی صورت دکھاتی ہیں اور ناظر کا ذہن ان سے حالت حیات ذوالصورۃ ہی کی طرف جاتا ہے۔ کوئی نہیں سمجھتا کہ یہ مردہ کی صورت ہے اور مدار حکم اسی فہم پر تھا نہ حیات و موت

حقیقی پر جس سے تصویر کو بہرہ نہیں آتا دیکھتے کہ سلاطین نصاریٰ اپنی ایسی ناقص تصویریں سکے پر منقوش کراتے ہیں اگر اس سے حالت موت مفہوم ہوتی تو کبھی نہ چاہتے کہ سکے میں اپنے مردہ کی صورت دکھائیں تو انصافاً یہ عبارت درمختار بھی ان تصویروں سے نفی ممانعت نہیں کرتی۔ وہ اس تصویر کے لئے ہے جسے توڑ پھوڑ کر اس حالت پر کر دیں کہ اس میں حالت حیات کی حکایت نہ رہے جو اسے دیکھے میت بے روح کی صورت جانے اقول اور اب عجب نہیں کہ چہرہ کے سوا دیگر اعضائے مدار حیات کے عدم اصلی و اعدام نقض و ابطال میں معنی مقصود بحکایت الحیاۃ عرفاً مفہوم ہونے نہ ہونے سے بعض صور میں فرق پیدا ہو بخلاف چہرہ کہ سرے سے نہ بنایا یا بنایا ہو توڑ دیا۔ بہرحال حکایت نہیں ہوتی کما لایخفی فلیتامل و باللہ التوفیق ثالثاً بتوفیق اللہ عزوجل وہ تحقیق بیان کریں جس سے اس بحث کے تمام علل و احکام و اصول و فروع منجلی ہوں۔ تصویر ممنوع میں کراہت نماز و حکم ممانعت کی مشائخ کرام رحمہم اللہ تعالیٰ نے مشابہت عبادت صنم بتائی ہدایہ میں صراحۃً اس میں حصر فرمایا۔

حیث قال لاباس بان یصلی وبین یدیہ مصحف معلق اوسیف معلق لانہما لایعبدان وباعتبارہ تثبت الکراھۃ۔	منہ کے سامنے مصحف (قرآن) یا تلوار لٹک رہی ہے اور یہ نماز پڑھتا ہے اس میں حرج نہیں اس لئے کہ ان دونوں کی عبادت نہیں ہوتی اور کراہت باعتبار عبادت ہوتی ہے۔

فتح القدیر میں ہے

قولہ وباعتبارہ تثبت الکراھۃ قدم المعمول لقصد افادۃ الحصر	ہدایہ کا یہ فرمانا کہ کراہت اعتبار عبادت سے ہوتی ہے یعنی کراہت کی وجہ اسکے سوا کچھ نہیں۔

تبیین الحقائق میں ہے

لاتکرہ اذا کانت صغیرۃ بحیث لاتبدو للناظر والکراھۃ باعتبار	ایسی تصویر جو اتنی چھوٹی ہو کہ دیکھنے والے کو صاف نظر آئے یوجی نہیں جاتی اور کراہت

الجلاة فاذلم یعبد مثلها لایکرہ ۔	صرف اعتبار عبادت سے توجب اس جیسی تصویر پوجی نہیں جاتی تو مکروہ نہیں ۔

اور مصلی کے کپڑوں پر تصویر ہونے کی ممانعت کو حامل صنم کی مشابہت سے تعلیل فرمایا جیسا کہ ہدایہ و کافی و تبیین میں ہے ۔

واللفظ للھدایۃ ولو لبس ثوبا فیہ تصاویر یکرہ لانہ یشبہ حامل الصنم والصلاۃ جائزۃ فی جمیع ذالک لاستجماع شرائطھا وتعاد علی وجہ غیر مکروہ ۔	اور عبارت ہدایہ کی یہ ہے ۔ فرمایا ایسا کپڑا پہننا مکروہ ہے جس میں تصویر ہوں اس لئے کہ اس میں صنم بردار کی مشابہت ہے ۔

اس حصر کے منافی نہیں کہ وقت عبادت حامل صنم سے مشابہت بھی عبادت صنم سے مشابہت ہے مگر انھیں کتب سے تعلیل مسائل میں دو علتیں اور مفہوم ہوتی ہیں ایک یہ کہ جہاں تصویر ممنوع رکھی ہو ملئکہ اس مکان میں نہیں جاتے اور جس مکان میں ملئکہ رحمت نہ آئیں وہ ہر جگہ سے بدتر ہے دوسرے تعظیم تصویر ہدایہ میں ہے ۔

یکرہ ان یکون فوق راسہ فی السقف او بین یدیہ او بحذائہ تصاویر او صورۃ معلقۃ لحدیث جبرئیل انا لاندخل بیتا فیہ کلب او صورۃ ۔	مکروہ ہے کہ آدمی کے سر پر چھت میں یا اس کے سامنے یا دائیں بائیں تصویریں ہوں یا ایک ہی تصویر آویزاں ہو ۔ جبرئیل کی حدیث ہے کہ عرض کیا ہم فرشتے اس گھر میں نہیں آتے جس میں کتا یا تصویر ہو ۔

کافی میں اتنا زائد کیا

وبیت لاتدخلہ الملئکۃ شر البیوت	اور وہ گھر جس میں فرشتے نہ آتے ہوں سب گھروں سے بدتر ہے ۔

امام زیلعی نے دونوں تعلیلوں کو جمع فرمایا

حیث قال لقولہ صلی اللہ تعالیٰ	حضور علیہ السلام کے فرمان کی وجہ سے فرشتے

عليه وسلم لاتدخل الملئكة بيتا فيه كلب ولاصورة ولانه يشبه عبادتها فيكره ۔

اس گھر میں نہیں آتے جس میں کتا ہو نہ اس میں جس میں تصویر ہو اور اس لئے بھی کہ تصویر رکھنا اس کی عبادت کے مثل ہے لہذا مکروہ ہے

نیز کتب ثلثہ میں ہے

لوكانت الصورة على وسادة ملقاة اوبساط مفروش لايكره لانها تداس وتوطأ بخلاف ما اذا كانت الوسادة منصوبة اوكانت على الستر لانه تعظيم لها اهـ هذا لفظ الهداية ولفظ الكافي والتبيين اوكانت على الستر اعنى بدون التاء وهواولى كما لايخفى ۔

تصویر افتادہ تکیہ میں ہے یا بچھے ہوئے بستر میں ہے مکروہ نہیں اس لئے کہ وہ پامال ہوتی ہے برخلاف اس کے کہ تکیہ کھڑا رکھا ہو یا تصویر پردہ پر ہو اس لئے کہ یہ (اس تصویر کی) تعظیم ہے یہ ہدایہ کی عبارت ہے اور کافی، تبیین کی عبارت یہ ہے کہ وہ تصویر پردہ تھی میری مراد بغیر تاء ہے اور وہی اولی ہے جیسا کہ پوشیدہ نہیں ۔

محقق نے فتح القدیر میں صرف مکان میں تصویر ممنوع بروجہ اکرام رکھے ہونے کی کراہت کو نمازی طرف ساری بتایا۔ اگرچہ تشبہ عبادت نہ ہو ۔

حيث قال لوكانت الصورة خلفه اوتحت رجليه ففى شرح عتاب لاتكره الصلوة ولكن تكره كراهة جعل الصورة فى البيت للحديث ان الملئكة لاتدخل بيتا فيه كلب اوصورة الا ان هذا يقتضى كراهة كونها فى بساط مفروش وعدم الكراهة اذا كانت خلفه وصريح كلامهم فى الاول خلافه

اگر تصویر نمازی کے پیچھے ہے یا اس کے پیروں تلے ہے شرح عتاب میں ہے کہ ایسی صورت میں نماز مکروہ نہیں لیکن تصویر گھر میں رکھنا مکروہ ہے حدیث کی وجہ سے کہ فرشتے اس گھر میں نہیں آتے جس میں کتا یا تصویر ہو ۔ مگر اس کا مقتضی یہ ہے کہ تصویر بچھے ہوئے بساط میں مکروہ ہو اور آدمی کے پیچھے ہو تو مکروہ نہ ہوا اور صریح کلام علماء اس کے خلاف ہے اور صاحب ہدایہ کا فرمان کہ کراہت کا

وقولہ ای صاحب الہدایۃ اشدھا کراھۃ ان تکون امام المصلی الیٰ ان قال ثم خلفہ یقتضی خلاف الثانی ایضا لکن قد یقال کراھۃ الصلوٰۃ تثبت باعتبار التشبہ بعبادۃ الوثن ولسیوا یسجدون بروتہ ولا یطؤن فیہا ففیما یفہم مما ذکرنا من الہدایۃ ای من الکراھۃ اذا کانت خلف المصلی نظر و قد یجاب بانہ لابعد فی ثبوتہا فی الصلوٰۃ باعتبار المکان کما کرھت الصلوٰۃ فی الحمام علی احد التعلیلین وھو کونہا ماوی الشیاطین فان قیل فلم لم یقل بالکراھۃ ان کانت تحت القدم وما ذکرت یفیدہ لانہا فی البیت وبہ یعترض علی المصنف ایضا حیث یقول لا یکرہ کونہا فی وسادۃ ملقاۃ فالجواب لا یکرہ جعلہا فی المکان کذلک یتعدی الی الصلوٰۃ وحدیث جبرئیل مخصوص بذلک اھ ملخصا۔

شدید ترین درجہ یہ ہے کہ تصویر نمازی کے سامنے ہو اور ادنیٰ درجۂ کراہت یہ ہے کہ نمازی کے پیچھے ہو یہ تو ثانی کے بھی مخالف ہے (یعنی یہ جو گزرا کہ تصویر نمازی کے پیچھے ہے تو مکروہ نہیں) لیکن یہ کہہ دیا جائیگا کہ کراہت نماز صنم پرستی کی مشابہت سے ہوئی اور صنم پرست نہ اس کی طرف پیٹھ کرتے ہیں نہ اسے پامال کرتے ہیں۔

تو اب ہدایہ کی عبارت سے جو بات مفہوم ہوئی یعنی نماز کا مکروہ ہونا جب کہ نمازی کے پیچھے تصویر اس میں تامل ہے اور اس کا جواب یہ ہو سکتا ہے کہ نماز میں باعتبار مکان کے کراہت ہونے میں کوئی عجب نہیں جیسا کہ حمام میں نماز اس وجہ سے مکروہ ہے کہ وہ شیاطین کی جائے قرار ہے اگر یہ کہا جائے کہ پھر تو اس صورت میں جب تصویر پیر تلے ہو کراہت کا قول کیوں نہ کیا گیا حالانکہ جو حدیث آپ نے ذکر کی ہے کراہت کا فائدہ دیتی ہے اس لئے کہ وہ بھی تو گھر میں ہے اور اس حدیث سے مصنف پر بھی اعتراض ہوگا اس لئے کہ وہ کہتے ہیں کہ تصویر کا افتادہ تکیہ میں ہونا مکروہ نہیں تو جواب سے ہے کہ مکان میں تصویر اس طرح رکھنا مکروہ ہی نہیں کہ کراہت نماز تک پہونچے اور جبرئیل کی حدیث اسی صورت (یعنی جب تصویر بروجہ تعظیم رکھی ہو)

کے ساتھ مخصوص ہے اھ ۔

ان کے تلمیذ محقق ابن امیر الحاج نے حلیہ میں صرف امتناع ملائکہ کے علت ہونے کا استظہار اور تشبہ پر مدار سے انکار فرمایا۔ ہاں اسے موجب زیادت کراہت بتایا۔

وھذا نصہ فان قیل ان کانت العلۃ فی الکراھۃ کون المحل الذی تقع فیہ الصلوۃ لاتدخلہ الملئکۃ حینئذ لان شر البقاع بقعۃ لا تدخلہ الملئکۃ فینبغی ان تکرہ الصلوۃ فی بیت فیہ الصورۃ سواء مھانۃ او غیر مھانۃ فان ظاھر نص الصحیحین عن النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم لاتدخل الملئکۃ بیتا فیہ کلب ولاصورۃ یقتضی انہ لاتدخل الملئکۃ ھذا البیت ایضا ای مافیہ الصور مھانۃ لان النکرۃ فی سیاق النفی عامۃ غایۃ الامر ان کراھۃ الصلوۃ فیما اذا کانت الصورۃ فی موضع سجودہ وامامہ او فوقہ اشد وان کانت العلۃ و الکراھۃ التشبہ بعبادۃ الصورۃ فلا تکرہ اذا لم تکن امامہ ولا فوق راسہ لان التشبہ لایظھر الا اذا کان احد ھذین الوجھین

اگر یہ کہا جائے کہ کراہت تصویر کی وجہ فرشتوں کا اس گھر میں نہ آنا ہے اور سب سے بُرا گھر وہ ہے جس میں فرشتے نہ آئیں تو چاہیے کہ نماز ایسے گھر میں بہر حال مکروہ ہونا چاہیے تصویر بروجہ تعظیم رکھی ہو یا نہ رکھی اس لئے کہ حدیث میں ہے ملائکہ اس گھر میں نہیں آتے جس میں تصویر یا کتا ہو اور اس کا تقاضہ یہ ہے کہ نماز اس گھر میں بھی مکروہ ہو جس میں تصویر بروجہ توہین رکھی ہو غایت درجہ یہ ہے کہ نماز اس صورت میں زیادہ مکروہ ہوگی جب تصویر نمازی کے سامنے ہو اس کے سر پر یا سجدہ کی جگہ رکھی ہو اور اگر کراہت کی وجہ صنم پرستی سے مشابہت ہو تو صرف اسی صورت میں مکروہ ہوگی جب سامنے ہو یا سر کے اوپر ہو تو جواب یہ ہے کہ ظاہر یہ ہے کہ وجہ کراہت امر اول ہی ہے یعنی فرشتوں کا نہ آنا اور امر ثانی یعنی صنم پرستی سے مشابہت شیئ زائد ہے جو شدت کراہت کا فائدہ دیتی ہے لیکن حدیث مذکور کا حکم اس صورت کیساتھ خاص جس میں تصویر کی عبادت یا تعظیم کا شائبہ ہو ۔

فالجواب الذی یظهر ان العلة هی الامر الاول واما الباقی فعلاوة تفید اشدیة الکراهة غیر ان عموم النص المذکور مخصوص باخراج ما تقدم اخراجه من الکراهة ملخصا

اسی بنا پر صور صغار سے نفی کراہت کی دلیل پر ہدایہ وکافی وتبیین وعامہ مشائخ کرام نے افادہ فرمائی اور ان کے شیخ محقق علی الاطلاق نے اس پر تقریر کی اعتراض فرمایا۔

فقال اما عدم الکراهة اذا کانت الصورة صغیرة لا تظهر للناظر علی بعد فقالوا لانها لا تعبد والکراهة انما کانت باعتبار تشبه العبادة وقد عرفت ما فی هذا۔

اتنی چھوٹی تصویر میں (جو دور سے دیکھنے والے کو نظر نہ آئے) کراہت نہ ہونے کی وجہ علماء نے یہ بتائی کہ وہ پوجی نہیں جاتی اور کراہت صرف مشابہت عبادت سے ہوتی ہے حلیہ میں اس پر اعتراض فرماتے ہوئے کہا کہ اس دلیل میں جو نقص ہے وہ تم نے جان لیا۔

بحر نے بحر میں ان کی تبعیت کی بلکہ ان کے استظہار پر جزم کیا۔

فقال انما لم تکره الصلوٰة فی بیت فیه صورة مهانة مع عموم الحدیث ان الملٰئکة لا تدخله وهو علة الکراهة لوجود مخصوص الی ان قال الا ان تکون صغیرة لان الصغار جدا لا تعبد والکراهة انما کانت باعتبار شبه العبادة کذا قالوا وقد عرفت ما فیه اھ قال منحة الخالق ما فیه ای ان

تو انھوں نے فرمایا نماز ایسے گھر میں جس میں جاندار کی تصویر بے حرمتی کیساتھ پڑی ہو مکروہ نہیں حالانکہ حدیث کا مفہوم عام ہے کہ ملائکہ ایسے گھر میں داخل نہیں ہوتے جس میں جاندار کی تصویر یا کتا ہو اور یہ تصویر کے ناجائز ہونے کی علت ہے یہ حکم اس لئے کہ دوسری احادیث موجود ہیں یہ رخصت دلیل خاص کی وجہ سے ہے اس حدیث کے مفہوم عام تخصیص کا فائدہ دے رہی ہے یہاں تک کہ صاحب بحر نے فرمایا کہ اس حکم سے وہ تصویر مستثنیٰ

العلة ليست التشبة بل عدم دخول الملئكة عليهم السلام اهـ اقول كل كلامه ههنا ماخوذ عن الحلية و ان لم يعزاليها ولم يقدم ما قدمه هو لنفي علية التشبة من لزوم ان لا تكره اذا لم تكن امامه ولا فوقه فلم يستقم له قوله قد عرفت ما في هذا۔

ہے جو اتنی چھوٹی ہو کر دیکھنے والے کو دور سے نظر نہ آئے اس لئے کہ بہت چھوٹی تصویریں پوجی نہیں جاتی اور کراہت تشبہ عبادت کے اعتبار سے تھی اور علماء نے اسی طرح ہی کہا ہے اور اس میں جو نظر ہے تم جان چکے۔ منحۃ الخالق حاشیہ بحرالرائق میں فرمایا کہ صاحب بحرالرائق نے یہ جو فرمایا میں جو نظر ہے تم جان چکے اس کا مطلب یہ ہے کہ تصویر تصویر کے مکروہ ہونے کی علت تشبہ عبادت نہیں بلکہ ملائکہ علیہم السلام کا گھر میں آنے سے باز رہنا علت ہے اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں اس جگہ صاحب بحر کا پورا بیان حلیہ سے ماخوذ ہے اور اگرچہ اس کیطرف نسبت نہیں کی اور انھوں وہ کلام پہلے نہیں ذکر کیا جس کو صاحب حلیہ نے علت تشبہ کے لئے نفی پر مقدم رکھا۔ یعنی انھوں نے فرمایا کہ صورت میں لازم آتا ہے کہ اگر مصلی کے سامنے یا اوپر نہ ہو وہ مکروہ و ممنوع نہیں اس لئے کہ علت تشبہ نہیں پائی جاتی تو صاحب بحر کا یہ اعتراض جو انھوں نے یہ کہہ کیا (اس میں جو نظر ہے وہ تم جان چکے) ان کو راست نہ آیا۔

فائدہ

اور حضرت مولانا مفتی قاضی عبدالرحیم صاحب قبلہ نے اس کی طرف توجہ دلائی (مترجم غفرلہ تعالیٰ) کہتا ہے کہ اب عرف بدل گیا کفار بہت چھوٹی تصویریں بسوں گاڑیوں میں لگاتے ہیں

لہذا ان میں بھی کراہت ہونا چاہیئے۔ وکم من حکم یختلف باختلاف الزمان اور
نماز ایسی چھوٹی تصویروں کے سامنے مکروہ ہونا چاہیئے جب کہ مصلی ان کے قریب کھڑا ہو ہاں
اگر ان تصویروں سے کچھ فاصلے پر ہوں جہاں سے وہ تصویر نمایاں نہ ہوں اس صورت میں
نماز مکروہ نہ ہوگی کہ ایسی صورت میں وہ تصویریں مصلی کے حق میں اس کے سامنے نہیں جیسا
کہ ان چھوٹی تصویروں کے وصف لا تظہر للناظر علی بعد۔ دیکھنے والے کو دور سے نظر
نہ آنے سے مستفاد ہوتا ہے پھر یہ امر مقرر ہے کہ شئی کا وصف شئی مرتب ہونے والے کے لئے
علت ہوتا ہے تو چھوٹی تصویروں میں جو اس وصف کی قید لگائی گئی کہ دیکھنے والے کو دور
نظر نہ آئے یہ وصف عدم کراہت کی علت ہے۔ علت جہاں جہاں پائی جائیگی اس سے جو
حکم معلول ہے وہ بھی متحقق ہوگا بنابریں عدم کراہت کا حکم کچھ چھوٹی تصویروں پر مقصود
نہ ہونا چاہیئے بلکہ بڑی تصویروں کے سامنے بھی نماز مکروہ نہ ہونے کا حکم ہونا چاہیئے جب
کہ مصلی اتنے فاصلے پر ہو کہ اگر وہ خاشعین کی سی نماز موضع سجود پر نگاہ جما کر پڑھے
تو تصویریں اُسے نظر نہ آئیں اور اس کی نظیر مسجد کبیر اور صحراء میں نمازی کے سامنے گزرنے
کا مسئلہ ہے وہاں بھی جواز مرور کی بنا اس پر رکھی ہے کہ گزرنے والا اتنے فاصلے سے
گزرے کہ خاشعین کی سی نماز پڑھنے والے کی نگاہ اس پر نہ پڑے ایسی صورت اسٹیشن
وغیرہ پر جگہ جگہ تصاویر کے آویزاں ہونے کی وجہ سے اکثر پائی باقی ہے لہذا بشرط
مذکور عدم کراہت نماز کا حکم ہونا چاہیئے ولم ار لہ منقولا ولعل ما فتامل۔

پھر محقق حلبی نے اثنائے کلام میں دو علت باقی اعنی تشبہ و تعظیم کی طرف بھی میل فرمایا
یہاں تک کہ صورت تشبہ و شبہ تعظیم کو موجب ٹھہرایا اور بحر نے بدستور اتباع کیا

وھذا نص الحلیۃ بعد ما
قدمنا عنھما وذکر الاحادیث
المخصصۃ قال نعم علی ھذا
یقال ینبغی ان لا تکرہ الصلوٰۃ
علی بساط فیہ صورۃ وان کانت

ہاں اس پر (یعنی یہ جو کہا گیا کہ تصویر کی وجہ
کراہت فرشتوں کا نہ آنا ہے) یہ کہا جائے گا
کہ تو چاہیئے کہ ایسی جانماز پر جس میں تصویر
ہو اگرچہ سجدہ کی جگہ میں ہو نماز مکروہ نہ
ہو اس لئے کہ ایسی صورت ملائکہ کے دخول

في موضع السجود لان ذلك
ليس بمانع من دخول الملئكة
كما افادته هذه النصوص فان
قلت الكراهة في هذه الصورة
انما هي معللة بالتشبه بعباد
الاصنام لا غير قلت يمكن
ان يقال وجود التشبه المذكور
في هذه الصورة ممنوع فان
عباد التماثيل والصور لا
يسجدون عليها وانما ينصبونها
ويتوجهون اليها بل الذي
ينبغي ان يكره على هذا اما اذا
كانت الصورة امامه لا في
موضع سجوده اللهم الا ان يقال
انها اذا كانت امامه في موضع
سجوده تكون في الصلوٰة صورة
التشبه بالعبادة لها في حالة
القيام والركوع ثم في حالة السجود
عليها ان لم يوجد التشبه
بعبادتها فهو لا يعري عن
نوع شبه تعظيم الصور لان ذلك يشبه
في الصورة الخضوع لها وتقبيلها ولا بأس
بهذا التوجيه وان لم يذكروه ۔

سے مانع نہیں تو اب اگر تم یہ کہو کہ کراہت
نمازی کی وجہ بت پرستی کی مشابہت ہے میں
یہ کہوں گا کہ مشابہت مذکورہ اس صورت
میں ممنوع ہے اس لئے مجسموں اور تصویروں
کو پوجنے والے پر ان پر سجدہ نہیں کرتے وہ
تو انھیں کھڑا کر دیتے ہیں اور ان کی طرف
توجہ کرتے ہیں تو نماز اسی صورت میں مکروہ
ہونا چاہیئے جب کہ صورت اس کے سامنے ہو
نہ اس کی سجدہ کی جگہ میں اللہ تو مدد فرما
ہاں یہ کہا جا سکتا ہے کہ جب تصویر نمازی
کے سامنے موضع سجدہ میں ہوگی تو قیام و
رکوع کی حالت میں صنم پرستی سے مشابہت
پائی جائے گی اور سجدہ کی حالت میں اگرچہ
مشابہت مذکورہ نہیں ہے مگر اس پر سجدہ
کرنا تصویر کی تعظیم کے شبہ سے خالی نہیں
ہے اس لئے کہ اس میں تصویر کے لئے
عاجزی اور اس کو چومنے کا شائبہ ہے
اور یہ توجیہ اچھی ہے اگرچہ علماء نے اسے
ذکر نہیں کیا ۔

علامہ شامی نے تشبہ و تعظیم دو علتیں رکھی اور امتناع ملائکہ سے تعلیل کو نامناسب

ٹھرایا اولا باتباع ہدایہ وغیرہ فرمایا۔

علۃ کراھۃ الصلوٰۃ بہا التشبہ | کراہت نماز کی وجہ تصویر کیساتھ صنم پرستی سے مشابہت ہے۔

پھر چند قول کے بعد لکھا

قد ظہر من ھذا ان علۃ الکراھۃ فی المسائل کلہا اما التعظیم او التشبہ علی خلاف ما یاتی۔ | کراہت کی وجہ تمام مسائل میں یا تو تعظیم ہے یا مشابہت۔

پھر ایک صفحہ کے بعد کلام مذکور حلیہ و بحر تلخیص کر کے فرمایا۔

اقول الذی یظھر من کلامھم ان العلۃ اما التعظیم او التشبہ کما قدمناہ والتعظیم اعم کما لو کانت عن یمینہ او یسارہ او موضع سجودہ فانہ لا تشبہ فیہا بل فیہا تعظیم وما کان فیہ تعظیم وتشبہ فھو اشد کراھۃ وخبر جبرئیل علیہ الصلوٰۃ والسلام معلول بالتعظیم بدلیل الحدیث الاٰخر وغیرہ فعدم دخول الملٰئکۃ انما ھو حیث کانت الصورۃ معظمۃ وتعلیل کراھۃ الصلوٰۃ بالتعظیم اولیٰ من التعلیل بعدم الدخول لان التعظیم قد یکون عارضا لان

میں کہتا ہوں کہ علماء کے کلام سے ظاہر یہ ہے کہ علت کراہت یا تو تعظیم ہے یا صنم پرستی سے مشابہت اور تعظیم عام ہے چنانچہ تصویر نمازی کے دائیں یا بائیں ہے تو صنم پرستی سے مشابہت نہیں ہے لیکن تعظیم ہے (لہذا نماز مکروہ ہوگی) اور جب تعظیم اور تشبہ دونوں ہو تو کراہت شدید تر ہے اور جبرئیل علیہ السلام کی حدیث (جس میں آیا کہ فرشتے اس گھر میں نہیں آتے جس میں کتا یا تصویر ہو) اس کی علت بھی تعظیم ہی ہے لہذا ملائکہ کا نہ آنا اس صورت میں ہے کہ جب تصویر معظم ہو تو کراہت کی وجہ تعظیم کو قرار دینا ملائکہ کا نہ آنا بتانے سے بہتر ہے اس لئے کہ تعظیم کبھی عارضی ہوتی ہے اس لئے کہ اگر تصویر بچھی ہوئی بساط پر ہو تو ذلیل ہوگی اس کے باوجود اگر اسی جا

الصورة اذا كانت على بساط مفروش تكون مهانة لا تمنع من الدخول ومع هذا لو صلى على ذلك البساط وسجد عليها تكره لان فعله ذلك تعظيم لها والظاهر ان الملئكة لا تمنع من الدخول بذلك الفعل العارض ۔

نماز پر نماز پڑھی اور تصویر پر سجدہ کیا نماز مکروہ ہوگی اس لئے کہ ایسا کرنا تصویر کی تعظیم ہے اور ظاہر یہ ہے کہ ملائکہ دخول سے عارضی فعل کی وجہ سے نہ رکیں گے ۔

عجب یہ کہ علامہ قوام کاکی نے درایہ میں بعض صور میں تعظیم و تشبہ دونوں منتفی مانکر کراہت ثابت مانی درمختار میں ہے ۔

لكنها فيه اليسر لانه لا تعظيم فيه ولا التشبه ۔

لیکن اس صورت میں کراہت تنزیہی ہے اس لئے کہ اب نہ تعظیم ہے نہ مشابہت ہے

مگر علامہ شامی نے اس نفی کی یہ توجیہ کی ۔

قلت وكان عدم التعظيم في التي خلفه وان كانت في استدبارها استهانة لها فيعارض ما في تعليقها من التعظيم بخلاف ما على بساط مفروش ولم يسجد عليها فانها مستهانة من كل وجه ۔

میں کہوں گا کہ تعظیم یوں نہیں ہے کہ اس کی طرف پیٹھ کرنا اس کی اہانت ہے اگرچہ دیوار پر یا پردہ پر ہو تو لٹکانے میں جو تعظیم تھی اس کو پیٹھ کرنا اس تعظیم کے معارض ہوا برخلاف اس کے اگر بچھی ہوتی جانماز پر ہو اور اس تصویر پر سجدہ نہ کرے تو اس میں پوری طرح اہانت ہے ۔

اقول اور عجیب تر یہ ہے کہ باوصف انتفائے وصفین اثبات کراہت کی یہ توجیہ فرماکر اس کے متصل ہی وہ لکھا کہ ۔

قد ظهر من هذا ان علة الكراهة في المسائل كلها التعظيم والتشبه وهل هو الا تفريع على النقيضين

اس سے ظاہر ہوا کہ تمام مسائل میں کراہت کی علت تعظیم و تشبہ عبادت ہے اعلیٰحضرت نے شامی کے اس کلام پر یوں اعتراض کیا کہ مسئلہ

کی تنقیص سے اس کی فرع نکالنا نہیں تو اور کیا

یہ ہیں بظاہر سات رنگ کے اقوال وانا اقول وباللہ التوفیق وبہ الوصول الی ذری التحقیق افادات مشائخ کرام کہ ہدایہ واتباع ہدایہ میں مذکور ہوئے ضرور حق وصحیح اور ہر غبار سے پاک ونجیح ہیں بے شک ہو آتشبہ کے کچھ علت نہیں۔ اور بے شک تعظیم علت ہے اور بے شک امتناع ملائکہ علت ہے متاخرین کے اختلافات وہر دو بات کا منشاء ان امور ثلثہ میں تفارق سمجھا ہے حالانکہ ان میں باہم تلازم۔ تشبہ عبادت۔ بے تعظیم ناممکن ہونا تو بدیہی کہ عبادت غایت تعظیم ہے جہاں اصلاً کسی طرح شائبہ تعظیم نہ ہو وہاں شائبہ عبادت کیا معنی ولہذا اگر ایسا مفروش میں تصویر ہو اور وہ بساط جانماز نہ ہو نہ مصلی تصویر پر سجدہ کرے تو ہمارے ائمہ کے اجماع سے اصلاً کراہت نہیں کہ اب وجہ تعظیم نہ ہوئی تو تشبہ عبادت کہ یہی علت تھا متحقق نہ ہوا کما تقدم عن الکتب الثلثۃ ومثلہ فی سائرھن۔ یونہی تعظیم تصویر تشبہ عبادت کو مستلزم کہ تعظیم دونوں کو جامع ہے جب اس کا درجہ اعلیٰ عبادت ہے ادنیٰ میں اس سے مشابہت ہے۔

اقول یعنی ادنیٰ تعظیم کا عبادت سے مشابہ ہونا اس لئے ہے کہ تصویر کو کوئی علاقہ رب عزوجل سے نہیں اور حقیقی مستحق ہر تعظیم وہی حقیقی جلیل عظیم عزوجل جلالہ ہے معظمان دینی کی تعظیم اس کی طرف نسبت وعلاقہ سے ہے وہ غایت عظمت میں ہے تو غایت تعظیم اعنی عبادت اسی کے لائق۔ دوسرے کہ اس سے منتسب ہیں اپنی اپنی نسبتوں کے قدر اس کے حکم سے دیگر تعظیمات نازلہ کے مستحق تو یہ تعظیمیں یعنی ہر حق والے کو اس کا حق دینے کے قبیل۔ اعطاء کل ذی حق حقہ کے قبیل ہوئیں بلکہ حقیقۃً اسی کی تعظیم ہیں ولہذا حضور سید العٰلمین اعظم المعظمین صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

ان من اجلال اللہ اکرام ذی الشیبۃ المسلم وحامل القرآن غیر الغالی فیہ والجافی عنہ واکرام السلطان المقسط۔	بے شک اللہ تعالیٰ کی تعظیم سے ہے مسلمان بوڑھے کی تکریم اور ایسے حامل قرآن کی عزت جو اس میں بے جا غلو نہ کرتا ہو اور نہ اس سے منحرف ہو اور عادل بادشاہ کی تعظیم

بوڑھے مسلمان اور سنی عالم اور عادل بادشاہ کی تعظیمِ الٰہی کی تعظیم ہے۔ رواہ ابوداؤد بسند حسن عن ابی موسی الاشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ مگر جس وجہ کو اس عظیم حقیقی سے علاقہ نہیں وہ اصلاً لائق تعظیم نہیں اور اب جو اس کی ذرا بھی تعظیم کی جائیگی استقلال کی بو دیگی کہ علاقہ تبعیت منتفی ہے لاجرم تشبہ عبادت سے مفر نہ ہوگا ولہٰذا امام علام فخرالاسلام نے شرح جامع صغیر میں فرمایا۔

امساك الصورة على سبيل التعظيم ظاهر مكروه لان ذالك يشبه عبادة الصنم اه نقله عنه فى الحلية۔

تصویر کو بر سبیل تعظیم ہاتھ لینا مکروہ ہے اس لئے کہ صنم پرستی کے مشابہ ہے

امتناع ملائکہ اسی گھر میں جانے سے ہوگا جہاں تصویر بروجہ تعظیم رکھی ہو ورنہ ہرگز نہیں حدیث مذکور ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس میں نص صریح ہے امین الوحی علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے اپنے نہ حاضر ہونے کی وجہ یہ عرض کی کہ پردہ پر تصویریں منقوش تھیں اور اس کا علاج یہ گزارش کیا کہ اسے کاٹ کر دو مسندیں بنالی جائیں کہ زمین پر ڈالی اور پاؤں سے روندی جائیں اگر اس کے بعد بھی امتناع باقی رہتا ہے تو علاج کیا ہوا۔

فانتفى قول العتابى فيما كانت تحت قدميه انها تكره كراهة جعلها فى البيوت لاجل الحديث وقد نقل عن الفتح انه خلاف صريح كلامهم اقول خلاف صريح كلام محرر المذهب محمد حيث قال فى موطاه لبعد ما روى حديثا فى المعنى وبهذا ناخذ ما كان فيه من تصاوير

معلوم ہوا کہ عتابی کا قول اس تصویر کو جو پیروں کے نیچے ہو مکروہ کہنا اس حدیث کی وجہ سے درست نہیں اور فتح القدیر سے گزرا کہ یہ قول علماء کے کلام کے خلاف ہے بلکہ محرر مذہب حنفی امام محمد کے صریح کلام کے بھی خلاف ہے اس لئے کہ انھوں نے ایک حدیث بالمعنی روایت کر کے فرمایا اس حدیث سے ہم اس بجانماز فرش وغیرہ (جو بچھے ہوئے ہوں) کا حکم دیتے ہیں کہ ان میں حرج نہیں

من بساط يبسط او فراش يفرش او وسادة فلا بأس بذلك انما يكره من ذالك في الستر وما ينصب نصباً وهو قول ابي حنيفة والعامة من فقهائنا

مکروہ وہ تصویر ہے جو پردہ میں یا جو نصب کی گئی ہو یہی قول ابوحنیفہ اور ہمارے مذہب کے عام فقہاء کا ہے۔ اھ

وقد روى الطبراني في الاوسط عن ابي هريرة رضي الله تعالى عنه عن النبي صلى الله تعالى عليه وسلم انه رخص فيما كان يوطأ وكره ما كان منصوباً۔

اور طبرانی نے اوسط میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس تصویر کی اجازت دی جو نیچے پڑی ہو اور اس کو ناپسند کیا جو نصب ہو۔

ردالمحتار نے ٹھیک کہا کہ

عدم دخول الملئكة انما هو حيث كانت الصورة معظمة

ملائکہ کا نہ آنا اس وقت ہے جب تصویر معظم ہو۔

مِرقاۃ شرحِ مشکوٰۃ میں ہے

قال الخطابي انما لاتدخل الملئكة بيتا فيه كلب او صورة مما يحرم اقتناؤه من الكلاب والصور واما ما ليس بحرام من كلب الصيد والزرع والماشية ومن الصورة التي تمتهن في البساط والوسادة وغيرهما

خطابی نے کہا فرشتے اس گھر میں نہیں آتے جس گھر میں ایسا کتا یا تصویر ہو جس کا رکھنا حرام ہے لیکن وہ کتا جس کا رکھنا حرام نہیں ہے جیسے شکار کھیت یا جانوروں کی حفاظت کا کتا اور وہ تصویر جو بساط یا تکیہ میں بروجہ اہانت ہو دخول ملائکہ سے مانع نہیں امام نووی نے فرمایا اور ظاہر تر یہ ہے کہ روایت

بدون علم وما مثله
الا كنجاسة معفوة شرعاً
واخرى كثيرة صلى معها من
دون علم بها اما ما ذكر
فى الصورة فلا لصريح حديث
جبرئيل المذكور وايضا
اخرج البخارى والامام احمد
عن ام المؤمنين انها اتخذت
على سهوة لها ستراً فيه
تماثيل فهتكه النبى صلى
الله عليه وسلم قالت فاتخذت
منه نمرقتين فكانتا فى
البيت تجلس عليهما زاد احمد
ولقد رأيته متكئاً على احدهما
وفيها صورة اه وما كان رسول
الله صلى الله تعالى عليه وسلم
ليترك فى البيت شيئا يمنع دخول
جبرئيل عليه الصلوٰة والتسليم
بل فى حديثها رضى الله تعالى
عنها عند الطحاوى قالت
اشتريت نمرقة فيها تصاوير
فلما دخل على رسول الله صلى
الله تعالى عليه وسلم فرأها
تغير ثم قال يا عائشة ماهذه

جس کی شرع نے کسی حاجت کی وجہ سے
رخصت دی اور اس فعل میں جو انجانے
میں شرعی رخصت کے بغیر واقع ہو بڑا فرق
ہے اور اس کی مثال تو ایسی نجاست کی طرح
ہے جو شرعاً معاف ہو اور دوسری صورت
میں نجاست کثیرہ کی طرح ہے کہ جس کے
انجانے میں کوئی نماز پڑھ لے۔ اور امام
نووی نے تصویر کے بارے میں جو کچھ کہا تو
وہ اپنے عموم پر صریح حدیث جبرئیل کی وجہ
سے مسلم نہیں اور نیز امام بخاری اور امام احمد
نے ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ سے
روایت کیا کہ انھوں نے اپنے حجرہ پر ایک پردہ
ڈالا جس میں تصویریں تھیں تو حضور صلی
اللہ علیہ وسلم نے اس کو پھاڑ دیا حضرت
عائشہ نے فرمایا تو اس پردے کا دو تکیے بنا
لئے تو وہ دونوں تکیے میرے گھر میں رہے
ہم اس پر بیٹھتے تھے امام احمد اس روایت
میں اور اتنا زیادہ کیا اور میں نے یعنی حضرت
عائشہ حضور علیہ السلام کو دیکھا ان دو تکیوں
میں سے ایک پر ٹیک لگائے ہوئے تشریف
فرما ہیں اور اس میں تصویر تھی اھ اور حضور
علیہ السلام کی یہ شان نہیں کہ ایسی چیز
اپنے گھر میں چھوڑے جو جبرئیل علیہ السلام
کو گھر میں آنے سے مانع ہو بلکہ امام طحاوی

فلا يمنع دخول الملئكة بيته
قال النووي والاظهر انه عام في
كل كلب وصورة وانهم يمتنعون
من الجميع لاطلاق الاحاديث
ولان الجرو الذي كان في
بيت النبي صلى الله تعالى
عليه وسلم تحت السرير
كان له فيه عذر ظاهر
لانه لم يعلم به ومع
هذا امتنع جبرئيل عليه الصلوٰة
والسلام من دخول البيت وعلله
بالجرو اهـ مانقله القاري مقرا عليه

اقول ما قاله الامام النووي
رحمه الله تعالى ورحمنا
به محتمل في الكلب على نزاع
ظاهر فيما استدل له به و
ان تبعه فيه الشيخ في اشعة
اللمعات ورجع اخرا الى
استثناء كلب يحل اقتناءه و
ذالك لانه كم من فرق
ما رخصه الشرع لحاجة و
بين ماوقع من غير المرخص

کا مفہوم ہر کتے اور ہر تصویر میں ہے اور
ملائکہ علیہم السلام ہر قسم کے کتے اور تصویر
کی موجودگی کی صورت میں گھر میں آنے سے
باز رہتے ہیں اس لئے کہ احادیث مطلق ہیں
اور اس لئے کہ وہ پلا جو نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ
وسلم کے گھر میں ان کے پلنگ کے نیچے تھا سرکار
کے لئے اس میں کھلا عذر تھا اس لئے کہ
حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اس کا علم نہ
تھا اور اس کے باوجود جبرئیل علیہ الصلوٰۃ
والسلام گھر میں داخل نہ ہوئے اور گھر میں نہ
آنے کی وجہ پلے کی موجودگی بتائی اس مضمون
کے اخیر تک جو ملا علی قاری نے نقل کر کے مقرر
رکھا ہے ۔

اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں اقول کہ امام نووی
(اللہ تعالیٰ ان پر رحمت فرمائے اور ان
کے وسیلے سے ہم پر رحم فرمائے) نے جو فرمایا
وہ مسئلہ سگ (کتا) میں محتمل ہے علاوہ
ازیں وہ اپنے دعوے کے لئے جو دلیل لائے
اس میں کھلا نزاع ہے اگرچہ شیخ عبدالحق
محدث دہلوی نے امام نووی کی پیروی کی
اور آخر میں انھوں نے اس کتے کی استثنا
کی طرف رجوع فرمایا جس کو پالنا شرعاً
حلال ہے ۔ اور اس لئے کہ اس عمل

فقلت نمرقة اشتريتها لك تقعد عليها قال انا لا ندخل بيتا فيه تصاوير فالحق ان الامتناع مختص لغير المهانة والله تعالى اعلم

کے یہاں حضرت عائشہ کی حدیث یوں ہے کہ وہ فرماتی ہیں کہ میں نے ایک تکیہ خریدا ہے کہ جس میں تصویریں تھیں جب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام میرے پاس داخل ہوئے پھر حضور علیہ السلام اس تکیہ کو دیکھا تو سرکار کے چہرے کا رنگ بدل گیا پھر فرمایا اے عائشہ یہ کیا ہے تو میں نے عرض کیا یہ تکیہ ہے جو میں نے آپ کے لئے خریدا ہے کہ حضور اس پر جلوس فرمائیں حضور نے فرمایا ہم اس گھر میں داخل نہیں ہوتے جس میں تصویر ہوں تو حق یہ ہے کہ ملائکہ علیہم الصلوٰۃ والسلام کا گھر میں نہ آنا خاص اس صورت میں ہے جب کہ تصویر جائے اہانت نہ رکھی ہو واللہ تعالیٰ اعلم

تو ظاہر ہوا کہ تینوں علتیں متلازم ہیں اور تینوں سے تعلیل صحیح ہے اور ان میں سے ہر ایک میں حصر بھی کر سکتے ہیں اور مغز تحقیق یہ ہے کہ اصل علت تعظیم ہے تعظیم ہی سے تشبہ پیدا ہوتا ہے اور تعظیم ہی سے ملائکہ رحمت نہیں آتے ولہذا اہانت کی صورتیں جائز رکھی گئیں کہ فرش میں ہوں جس پر بیٹھیں کھڑے ہوں پاؤں رکھیں یہ تقریر کلام مشائخ میں ہے وللہ الحمد۔ ثم اقول جب کہ ہر تعظیم تشبہ عبادت صورت ہے اور ہر تشبہ عبادت ملائکہ کے لئے قطعاً موجب نفرت تو عارض و لازم میں ترقیہ محض بے اصل تعلیق و نصب میں بھی تعظیم اسی فعل سے عارض ہوئی نہ کہ نفس ذات صورت کو لازم تھی تو بساط مفروش میں جب تصاویر کو موضع سجود میں رکھ کر ان پر سجدہ کیا جائیگا بعینہٖ انھیں معلق و منصوب کرنے کے مثل ہوگا اور اس وقت دخول ملائکہ کو منع کریگا۔ ان کا امتناع بوجہ تعظیم تھا اور تعظیم پائی گئی ۔

فما استظهره الشامی غیر ظاهر
فان فرق بان جعلها فی المفروش
اهانة لها فتعارض تعظیم
السجود علیها فذالک امراً اخراً
غیر کون التعظیم عارضاً وستعلم
ما فیه بعون اللّٰہ تعالیٰ اما قول
الحلیة ذالک لیس بمانع من
دخول الملئکة کما افادته هذه
النصوص فاقول لم تفد النصوص
ان مجرد جعلها فی فراش او وسادة
تخرجها عن منع الملئکة بل قیدت
بقوله منبوذتین توطآن وللنسائی
فی روایة یجعل بساطا یوطاء و
للطبرانی فی الاوسط رخص فیما
کان یوطأ فمن جعلها فی بساط
ثم علقه علی الجدار کالاستار
او وضعه علی الراس حرم قطعا
فمنع الملئکة من الدخول فکذا
من جعلها فی بساط ثم سجد
علیها وبالجملة القصد هو
الامتهان المطلق ولم یحصل الاتری
الی ما فی البحر عن المحیط اذا کانت
علی الوسادة ان کانت قائمة یکره لانه
تعظیم لها وان کانت مفروشة لا یکره

تو شامی نے جسے ظاہر سمجھا وہ غیر ظاہر ہے اب
اگر فرق کیا جائے کہ تصویر کو فرش میں رکھنا اہانت
ہے اور یہ اہانت اس سجدہ کی تعظیم کے معارض
ہے تو یہ تو چیز دیگر ہے تعظیم کا عارضی ہونا نہیں
اور بعون اللہ تعالیٰ اس تفریق میں جو نقص ہے
اسے تم عنقریب جان لوگے اور حلیہ کا یہ قول کہ
بچھی ہوئی جانماز پر سجدہ کرنا دخول ملائکہ سے
مانع نہیں جیسا کہ احادیث کا مفاد ہے میں
کہتا ہوں کہ احادیث کا یہ مفاد نہیں کہ محض فرش
یا تکیہ میں ہونا تصویر کو کراہت سے نہ نکالے گا
کہ مانع ملائکہ نہ ہو بلکہ کراہت اس وقت نہیں
ہے جب فرش یا تکیہ نیچے پڑے ہوں کہ اس
پر پیر رکھے جاتے ہوں نسائی کی روایت میں
ہے اس پردہ کو بساط بنا یا جائے جو روندی
جائے اور طبرانی کی روایت اوسط میں ہے
کہ حضور نے وہ تصویر جائز رکھی جو بساط وغیرہ
میں ہو تو اگر کسی نے تصویر بساط بنائی اور
بساط کو دیوار پر لٹکایا اسے سر پر رکھا یقیناً
حرام ہے اور ملائکہ کو دخول سے مانع ہے اسی
طرح وہ جس نے اس بساط پر سجدہ کیا جس میں
تصویر ہو بالجملہ مقصود تصویر کی اہانت ہے
اور اس پر سجدہ کرنے میں اہانت نہیں ہوتی
بحر میں محیط سے ہے تصویر تکیہ پر ہو اگر تکیہ
کھڑا ہے مکروہ ہے اس لئے کہ یہ تصویر کی تعظیم

ہے اور اگر بچھا ہو تو مکروہ نہیں مختصراً

والی ما فی الحلیۃ من شرح الجامع الصغیر للامام البزدوی یکرہ ما یکون علی الوسائد الکبار ای لانتصابہ بکبرھا وکذالک کل شی ینصب فیصیر تعظیما لہ فاما اذا کان تحقیراً لہ فلا باس کالبساط المفروش والوسادۃ الملقاۃ لان فی ذالک استھانۃ بالصورۃ اھ وقد تقدم معناہ عن الھدایۃ والکافی والتبین

کیا تم نے اس کی طرف توجہ نہ کی جو حلیہ میں امام بزدوی کی شرح جامع صغیر سے ہے۔ یعنی جاندار کی ایسی تصویر کا جھکاؤ تکیوں پر ہوتی ہے مکروہ و ممنوع ہے یعنی یہ حکم اس لئے کہ تصویر تکیے کے بڑے نصب ہو جائیگی اور یوں ہی ہر وہ تصویر جو کہ نصب ہو ایسی حالت میں اس کی تعظیم ہوگی لیکن جس صورت میں تصویر کی توہین ہو تو اس میں حرج نہیں جیسے کہ با تصویر بچھا ہوا فرش اور افتادہ تکیہ اسلئے کہ ان صورتوں میں تصویر کی توہین ہے اھ اور اس کا مفہوم ہدایہ اور کافی، تبیین سے گذر چکا۔

ثم اقول۔ تصویر کہ مصلی کے پس پشت ہو اسی حالت میں مکروہ ہے کہ منصوب یا معلق یا دیوار پر منقوش یا چسپاں یا آئینہ میں لگی ہو اور یہ قطعاً تعظیم ہے۔

فانتفی قول المراج لا تعظیم فیہ ولا تشبہ کما تقدم ولیت شعری اذا انتفیا فما الموجب للکراھۃ فان میل الی التعسف بامتناع الملئکۃ قلنا اذ لا تعظیم فلا امتناع ۔

معلوم ہوا کہ معراج کا یہ قول تصویر کے پیچھے ہونے میں نہ تعظیم ہے نہ صنم پرستی کی مشابہت درست نہیں کہ اس لئے کہ جب دونوں باتیں منتفی تو کراہت کا ہے کی اگر یہ کہا جائے کہ کراہت کا سبب ملئکہ کا نہ آنا ہے تو ہم کہیں گے جب تعظیم ہی نہیں تو فرشتوں کا نہ آنا کیا معنی؟

ثم اقول شرع مطہر نے جس شی کی تعظیم حرام اور توہین واجب کی اس سے اگر ایسا برتاؤ

کیجے جس میں ایک جہت سے توہین اور دوسری جہت سے تعظیم ہو وہ حرام وناجائز ہی ہوگا اور یہ نہیں کہہ سکتے کہ تعظیم وتوہین متعارض ہوکر برابر ہوگئیں ۔

اذالا یجتمع الحلال والحرام الاغلب الحرام واعتبر ھذا البھن یقبل توثنًا ولیضربه بالنعل فھل یقال تکافأ التقبیل والضرب فیجوز کلا بل یحرم لانه خلط عملا صالحا وآخر سیئا۔

اس لئے کہ حلال وحرام جب بھی جمع ہوں گے ترجیح حرام کو ہوگی اور اس کو یوں سمجھو کہ ایک شخص بت کو سجدہ کرتا ہے اور جوتی سے مارتا بھی ہے تو کیا یہ کہا جائیگا کہ چومنا اور مارنا برابر ہوگیا لہذا جائز ہے ہرگز نہیں بلکہ حرام ہی رہیگا اسلئے کہ اس نے اچھا اور برا عمل ملادیا ۔

ولہذا محرر المذہب امام محمد رحمۃ اللہ تعالیٰ ورحمنا بہٖ نے کتاب الاصل میں سجادہ یعنی جانماز میں تصویر کا ہونا مطلقاً مکروہ ٹھہرایا یہ کہ جانماز معظم ہے تو اس میں تصویر ہونا تصویر کی تعظیم ہے اور یہ لحاظ نہ فرمایا کہ جانماز زمین پر بچھائی جائیگی اور زمین پر بچھانا تصویر کی توہین ہے اس پر پاؤں رکھا جائیگا اور یہ غایت توہین ہے تو وجہ وہی ہے کہ تعظیم مطلقاً مکروہ ہے اگرچہ اس کیساتھ توہین بھی ہو جیسے معظمان دینی کی توہین مطلقاً حرام ہے اگرچہ اس کیساتھ ہزار تعظیمیں بھی ہوں ہدایہ میں ہے ۔

اطلق الکراھۃ فی الاصل — معنیٰ یہ ہے کہ وہ بساط جو نماز کے لئے
لان المصلی معظم — مقرر ہے وہ تمام بساطوں سے معظم ہے تو
غایہ میں ہے معناہ ان البساط — اس میں تصویر ہونا تصویر کی ایک طرح تعظیم
الذی اعد للصلاۃ معظم من — ہے اور ہمیں اس کی اہانت کا حکم ہوا ہے
بین سائر البسط فاذا کان فیہ — تو مناسب نہیں کہ تصویر جانماز میں ہو چاہے
صورۃ کان نوع تعظیم لہا ونحن — اس پر سجدہ کرے یا نہ کرے۔
امرنا باھانتہا فلا ینبغی ان تکون
فی المصلی مطلقا سجد علیہا اولم یسجد

اسی طرح تبیین وغیرہ میں ہے۔

فانتفی ما وجہ بہ العلامۃ — تو علامہ شامی نے اس صورت میں جب کہ
الشامی عدم التعظیم فیما اذا — کہ تصویر مصلی کے پیچھے پردے میں یا دیوار
کانت خلفہ علی ستر او حائط — میں ہو تصویر کی تعظیم جو توجیہ کی وہ
واستقر عرش التحقیق علی — منتفی ہوگی اور تینوں علتوں کے متلازم
تلازم العلل الثلاث وللہ الحمد — ہونے پر عرش تحقیق ثابت ہوگیا وللہ الحمد

ثم اقول وباللہ التوفیق تشبہ دو قسم ہے ایک عام کہ مطلقا تصویر ممنوع کو بروجہ تعظیم رکھنے سے حاصل ہوتا ہے۔

کما تقدم تحقیقہ والتصریح بہ — جیسا کہ اس کی تحقیق اور تصریح امام فخر الاسلام
عن الامام فخر الاسلام — سے گزرا۔

دوسرا تشبہ خاص کہ اس کے علاوہ نفس نماز میں مصلی کے کسی فعل و ہیئات سے ظاہر ہو مثلا تصویر کو سامنے رکھ کر اس کی طرف افعال نماز بجالانا یہ اشد و اخبث ہے یہ ضرور نفس تعظیم سے اخص ہے۔

وعلیہ یصدق قول الشامی التعظیم — اور اسی پر امام شامی کا قول صادق آتا ہے
اعم وقول الحلیۃ ان لیس مدار — کہ تعظیم عام تر ہے اور حلیہ کا قول تشبہ مدار حرمت

بل یوجب الزیادۃ — نہیں بلکہ وہ شدت حرمت کا موجب ہے۔

جہاں یہ ہو نماز میں کراہت تحریم ہوگی ورنہ مکان میں اس کا بروجہ تعظیم رکھنا قطعاً ممنوع وگناہ ہے۔

فی الحلیۃ والبحر ورد المحتار ھذہ الکراھۃ کراھۃ تحریم زاد فی البحر ینبغی ان یکون حراما لا مکروھا ان ثبت الاجماع اوقطعیۃ الدلیل لتواترہ۔

حلیہ وبحر ورد المحتار میں ہے یہ کراہت کراہت تحریمی ہے بحر میں مزید کہا کہ چاہئے کہ حرام ہو نہ کہ مکروہ بشرطیکہ اجماع یا دلیل کا قطعی متواتر ہونا ثابت ہو۔

اور اس کے سبب نماز میں کراہت تنزیہی آئے گی عنایہ میں ہے۔

لان تنزیہ مکان الصلاۃ عما یمنع دخول الملٰئکۃ مستحب

اس لئے کہ مکان کو ایسی چیز سے خالی کرنا جو دخول ملائکہ سے مانع ہو مستحب ہے۔

حاشیہ علامہ سعدی آفندی میں ہے۔

فتکون الکراھۃ تنزیہۃ — تو کراہت تنزیہی ہوگی۔

یہ ہے وہ کراہت جو محقق نے مکان سے نماز کی طرف ساری مانی ہماہے اس بیان سے ظاہر ہوا کہ مسئلہ تصاویر میں دربارہ نماز جو لفظ کراہت کتب میں ارشاد ہوا اس سے مراد کراہت تحریمی و تنزیہی سے عام ہے۔

وعلیہ یستقیم قول الشامی ظاھر کلام علمائنا ان مالا یوثر کراھۃ فی الصلاۃ لا یکرہ ابقاؤہ وقد صرح فی الفتح وغیرہ بان الصورۃ الصغیرۃ لا تکرہ فی البیت اھ والا فعلۃ کراھۃ التحریم فی الصلاۃ ھو التشبہ الخاص

اور اسی تقریر سے اس کا قول درست ہوگا ہمارے علماء کے کلام کا ظاہر یہ ہے کہ وہ تصویر جو نماز کی کراہت میں موثر نہ ہو اس کا باقی رکھنا مکروہ نہیں ہے اور فتح القدیر وغیرہ میں اس کی تصریح کی کہ چھوٹی تصویر گھر میں مکروہ نہیں ورنہ نماز میں تصویر کی کراہت تحریم کی علت تشبہ خاص ہے اور گھر میں تصویر کو باقی

وفی الابقاء هو التعظیم وقد اعترف انه اعم من التشبه وانتفاء الاخص لا یوجب الاعم اقول وظهر بما قررنا ان السوال الذی ذکره المحقق لم یکن وارداً من اصله فان المنتفی عند الاستدبار هو التشبه الخاص ولا تنحصر الکراهة فیه، واقول ظهر ایضا ان الجواب الذی ابداه لیس مما ابداه بل هو مفاد کلام المشائخ وتعلیلهم بامتناع الملٰئکة۔

رکھنے میں تعظیم ہے اور بلا شبہ شامی نے خود اعتراف کیا تعظیم تشبہ سے عام تر ہے اور خاص کا انتفاء عام کے انتفاء کو موجب نہیں ـــ اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں اقول ہماری تقریر سے ظاہر ہوا کہ (محقق کمال ابن ہمام) جو سوال وارد فرمایا وہ سرے سے وارد ہی نہیں اسلئے کہ تصویر کی طرف پیٹھ ہونے کی صورت میں منتفی تو تشبہ خاص ہے اور کراہت اس میں منحصر ہی نہیں۔ اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں اقول اور میں کہتا ہوں نیز ظاہر ہوا کہ محقق نے جو جواب دیا وہ انکی ایجاد نہیں بلکہ وہ مشائخ کے کلام کا حاصل ہے اور جو مشائخ نے ملائکہ کے گھر میں آنے سے باز رہنے کو تصویر کی حرمت کی علت قرار دیا اسی کا مفاد ہے۔

واقول ظهر ایضا ان السوال الذی اورد المحقق الحلبی علی مسالة السجود علی التصویر لم یکن وارداً ایضا لانه ان انتفی فیه فالتشبه الخاص بل لانسلم انتفاءه ایضا فان السجود علی التصویر لیشبه عبادته قطعا کما نص علیه فی الکافی والسجود علیها لیشبه عبادة الاوثان و

اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں واقول اور نیز ظاہر ہوا وہ سوال جو محقق حلبی نے جاندار کی تصویر کے سجدہ پر وارد کیا وہ بھی کچھ وارد نہیں اس لئے کہ اگر وہاں کچھ منتفی ہے تو تشبہ خاص ہے بلکہ ہم اس کا منتفی ہونا بھی تسلیم نہیں کرتے اسلئے تصویر پر سجدہ کرنا یقینا اس کی عبادت کے مشابہ ہے جیسا کہ کافی میں صاف تصریح فرمائی اور کافی کی عبارت یہ ہے کہ تصویر پر سجدہ کرنا بتوں کے پرستش کے مشابہ ہے اور تبیین میں صاف کہا اور اسکے لفظ یہ ہیں تصویر پر

والتبيين ونصه السجود عليها يشبه
عبادتها فيكره فانتفى ماذكر العلامة
الشامي ان لاتشبه فيه"
اقول وظهر ايضا انى تنزلنا وسلمنا
انتفاء الخاص ان الجواب الذى
ابداه فى الحلية وظن انهم لم
يذكروه كلامهم محيط به كما
علمت ولله الحمد؛
اقول وبتحقيقنا هذا يحصل التوفيق
فى مسالتين الاولى كراهة الصلاة
حيث كانت الصورة خلف فمن اثبت
وهم الاكثرون وجعله فى
التنوير الاظهر اثبت كراهة
التنزيه ومن نفى وهو الذى مشى
عليه صدر الشريعة فى شرح
الوقاية وجزم به فى متنه النقاية
واعتمده فى الغاية كما فى التبيين
والدرر والامام العتابى كما فى الفتح
وتبعه ابن كمال باشا فى الايضاح
نفى كراهة التحريم والثانية الصلاة
على سجادة فيها تصاوير اذ لم
يسجد عليها نفى الامام محمد الكراهة
فى الجامع الصغير واثبتها فى الاصل

سجدہ کرنا اس کی عبادت کے مشابہ ہے لہذا یہ
مکروہ وممنوع ہے تو علامہ شامی نے جو یہ کہا کہ
اس میں تشبہ نہیں منتفی ہوگیا۔
اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں اقول نیز ظاہر ہوا اگر ہم تنزل
کرکے خاص کے منتفی ہونے کو تسلیم کرلیں تو نیز
ظاہر ہوا وہ جواب حلیہ میں ظاہر فرمایا اور یہ گمان فرمایا
کہ علماء نے اس کو ذکر نہیں کیا ہے علماء کا کلام
اس کو گھیرے ہوئے ہے جیسا کہ تم نے جان لیا واللہ الحمد
میں کہتا ہماری اس تحقیق سے الحق یہ جو تحقیق۔
فرمائی کہ تشبہ دو قسم ہے ایک عام کہ مطلقاً تصویر
کو بروجہ تعظیم رکھنے سے حاصل ہوتا ہے دوسرا خاص
کہ اس کے علاوہ نفس نماز میں مصلی کے کسی فعل و
ہیئات سے ظاہر ہو مثلاً تصویر کو سامنے رکھکر اسکی
طرف افعال نماز بجالانا، دو مختلف مسئلوں میں
تطبیق حاصل ہوتی ہے۔ پہلا یہ کہ نماز کا مکروہ ہونا
جب تصویر پیچھے ہو تو جنہوں نے کراہت بتائی ان کی
مراد کراہت تنزیہی ہے اور جنہوں نے نفی کی ان
کی مراد یہ ہے کہ کراہت تحریمی نہیں ہے دوسرا مسئلہ
ایسی جانماز پر نماز پڑھنا جس میں تصویر ہو جب تصویر پر سجدہ
نہ کرے امام محمد نے جامع صغیر میں کراہت کی
نفی کی اور کتاب الاصل میں کراہت کا قول فرمایا
اور دونوں باتیں صحیح ہیں یعنی مکروہ تنزیہی ہے
تحریمی نہیں ہے اور دونوں مسئلوں کی وجہ تشبہ

والكل صحيح بالتوزيع اى يكره تنزيها لا تحريما والوجه فيها وجود التشبه الشا دون الخاص وذالك ظاهر فى الاولى اما الثانية فلان وضع التصوير فى المصلى تعظيم له كما سمعت وكل تعظيم له تشبه بعبادته كما علمت وكل صلاة كان معها التلبس بهذا التشبه كرهت ولا ينافيها وجود الاستهانة بوجه آخر كما قدمنا فانتفى ما ذكر ههنا فى الحلية حيث قال قلت يلزم على هذا ان يكون ما فى الاصل موضوعا فى المصلى لا غيره وما فى الجامع فيما عداه وفيه ما لا يخفى اه

عام کا ہوتا ہے اور یہ وجہ پہلے مسئلہ میں ظاہر ہے لیکن دوسرا مسئلہ تو اس لئے کہ تصاویر کا جانماز میں رکھنا ان کی تعظیم ہے اور ہر تعظیم تشبہ ہے اور ہر نماز جس میں تشبہ پایا جائے مکروہ ہے اگرچہ اہانت دوسری وجہ سے ہو مگر وہ تعظیم کے منافی نہ ہوگی مختصراً۔

اقول بل كلاهما فى المصلى ولا بعد فيه والتطبيق ما ذكرنا قال رحمه الله تعالى والاحسن ان يقال ظاهر الكتابين التعارض فيما عدا موضع السجود فاما ان يكون ما فى الجامع من القيد المذكور قيدا اتفاقيا واما ان يكون ما فى الاصل مقيدا بما فى الجامع او يريد ان التوفيق اما بارجاع ما فى الجامع الى ما فى الاصل من اطلاق الكراهة

اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں اقول میں کہتا ہوں بلکہ دونوں مسئلہ مصلیٰ (جانماز) کے بارے میں اور اس میں بعد نہیں اور دونوں قولوں کی تطبیق ہماری اس تقریر سے حاصل ہے جو ہم نے ذکر کی انہوں نے فرمایا اللہ تعالیٰ ان پر رحمت فرمائے اور بہتر جواب یہ ہے کہ یہ کہا جائے کہ دونوں کتابوں کا ظاہر جائے سجود کے سوا وہ مقام تعارض ہے یا تو یہ ہے جو قید جامع صغیر میں ہے قید اتفاقی ہے یا جامع صغیر کی اصل میں جو ہے وہ اس صورت کے ساتھ مقید ہو جو جامع صغیر میں بتائی

سواء كانت فى محل السجود او غيره والتقييد بكونها فيه وقع وفاقا اوبارجاع مافى الاصل الى ما فى الجامع تحمل المطلق على المقيد۔

مراد مصنف کی یہ ہے کی دونوں کلاموں میں موافقت یا تو اس طرح ہوگی کہ جو جامع صغیر میں ہے اس عبارت کو اصل کی عبارت کی طرف لوٹا دیا جائے یعنی با تصویر جائے نماز میں سجدہ کرنے کو مطلقا نا جائز کہا جائے عام ازیں کہ تصویر محل سجدہ میں ہو یا نہیں اور یہ قید کہ تصویر جائے سجود میں ہو محض اتفاقی واقع ہو یا یں طور حکم مطلق کو مقید پر محمول یا ان کہ اصل کے مسئلہ کو مسئلہ جامع صغیر کی طرف لوٹا دیا جائے۔

اقول وكانه منذ هذا التحرير لم يتيسر له مراجعة الجامع الصغير فان عبارته لا تحتمل ما ذكر من الغاء القيد وانما كان مساغه لو كان منطوقه كراهة الصلاة مقيدا بكون الصورة فى محل السجود فكان تقييد عدم الكراهة فى غيره لا بطريق المفهوم فيقال ان القيد اتفاقى وليس كذالك بل اصل منطوقه ما ينافى الاصل اعنى عدم الكراهة فاين المساغ لما ذكر وهذا نص الجامع لا باس ان يصلى على بساط فيه تصاوير ولا يسجد على التصاوير اھ قال رحمه

اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں اقول گویا انہوں نے جب سے یہ تحریر لکھی ان کو جامع صغیر کی مراجعت میسر نہ آئی اس لئے کہ ان کی عبارت اس امر کو اس بات کا محتمل نہیں کہ قید لغو قرار دیا جائے انکی عبارت اس کلام محتمل کا ذکر اتفاقی تھا کہ لغو قرار دیا جائے اس لئے کہ یہ بات اس صورت میں تھی جب کہ جامع صغیر کی عبارت اس صورت کے ساتھ مقید ہوتی جب کہ جامع صغیر کے کلام کراہت نماز کے بارے میں تصویر کے محل سجود میں ہونے کی صورت کے ساتھ مقید ہوتا تو براہ مفہوم غیر محل سجود میں نماز کے مکروہ نہ ہونے کا فائدہ دیتا تو کہا جاتا یہ قید اتفاقی ہے اور بات یوں نہیں بلکہ جامع صغیر کی اصل عبارت وہ ہے جو کتاب اصل کے منافی ہے یعنی وہ دوسری صورت میں ا

الله تعالیٰ وھذا اولیٰ (ای الثانی) لانہ لا یظھر وجہ القول لکراھۃ الصلاۃ علی بساط کبیر فیہ صورتہ تحت قدم المصلی وھو الاول بخلاف الثانی ۔

(جب تصویر محل سجود میں نہ ہو) ان نماز کا مکروہ نہ ہونا تو ان کی بات کہاں سے اور جامع صغیر کے الفاظ ہیں اس میں حرج نہیں ایسی بساط پر نماز پڑھے جس میں تصویریں ہوں اور تصویروں پر سجدہ نہ کرے ۔ اھ انہوں نے فرمایا اللہ تعالیٰ ان پر رحمت فرمائے اور یہ اولیٰ ہے یعنی دوسرا مسئلہ اس لئے کہ نماز کو ایسی بڑی بساط کے اوپر جس میں تصویر نمازی کے قدم کے نیچے ہو نماز کی کراہت کے قول کی وجہ ظاہر نہیں ہوتی ہے اور یہ کراہت کا قول پہلے مسئلہ پر لازم آتا ہے بخلاف دوسرے مسئلہ کے اھ ۔

اقول قد افدناك الوجہ فتشكر ثم لا وجہ یظھر لتقییدہ بالکبیر بعد فرض الصورۃ تحت القدم واللہ تعالیٰ اعلم وتبعہ البحر فی ھذا البحث کلہ غیر انہ قال اطلق الکراھۃ فی الاصل فیما اذا کان علی البساط المصلی علیہ صورۃ لان الذی یصلی علیہ معظم فوضع الصورۃ فیہ تعظیم لھا بخلاف البساط الذی لیس بمصلی اھ ۔ فحمل البساط علی السجادۃ کما حملنا ثم تبع الحلیۃ فقال

اعلیٰ حضرت فرماتے اقول بیشک ہم نے اس مسئلہ کی وجہ بتادی تو شکر ادا کرو پھر بچھے ہیں بڑے کی قید لگانے کے لئے کوئی وجہ ظاہر نہیں ہوتی اس کے بعد کہ تصویر کو مصلی کے قدم کے نیچے فرض کیا واللہ تعالیٰ اعلم اور اس تمام بحث میں صاحب بحر الرائق نے ان کی پیروی کی مگر انہوں نے یہ فرمایا کتاب الاصل میں کراہت نماز کو مطلق رکھا اس صورت میں جب کہ اس بساط میں نماز پڑھی جاتی ہو اور اس میں تصویر ہو اس لئے کہ وہ بساط جس پر نماز پڑھی جاتی ہے محترم ہے تو اس میں تصویر رکھنا تصویر کی تعظیم ہے بخلاف اس بساط کے جو جائے نماز نہ ہوں اھ تو انہوں نے

وتقييده عن الجامع الصغير التقييد
بموضع السجود فينبغي ان يحمل اطلاق
الاصل عليه وانها اذا كانت
تحت قدميه لا يكره اتفاقا اھ

ہماری طرح بساط کو جائے نماز پر محمول کیا پھر علیہ
کی پیروی کی تو فرمایا اور جامع صغیر سے گذرا کہ یہ
حکم موضع سجود کے ساتھ مقید ہے تو اصل کے حکم
مطلق کو اس مقید پر محمول کرنا چاہئے اور بلاشبہ
تصویر اگر مصلی کے پیروں کے نیچے ہو تو نماز بالا
تفاق مکروہ نہ ہوگی۔

اقول قوله وانها معطوف على
قوله وانها معطوف على قوله
ان يحمل داخل تحت ينبغي فهو
بحث منه بناء على ما حمل عليه
كلام الاصل وقد علمت ما فيه
بل تكره في المصلى مطلقا وان
كانت تحت القدم وما في الدرر
غيره لا يكره لو كانت تحت قدميه
او محل جلوسه لانها مهانة اھ۔
مخصوص بغير السجادة بدليل
الدليل وقد نقلوا قاطبة عن
الاصل لاطلاق المرسل في
المصلى وما عللوا به شامل
لكل صورة كما لا يخفى نعم في
بساط غيره لا يكره اذ صلى
عليه ولم يسجد عليها وان
لم تكن تحت قدمه بل ولو كانت

اعلیحضرت فرماتے ہیں اقول صاحب بحر کا
قول اور بلاشبہ تصویر ان کے قول اصل کے
حکم مطلق اس پر مقید پر محمول کرنا چاہئے پر باقی
ہے تو یہ کلام ایسا ہونا چاہئے کے تحت داخل ہے
اور یہ ان کی طرف ایک بحث ہے اور اس کلام
میں جو بات وہ جان چکے بلکہ نماز مطلقاً مکروہ
ہوگی اگرچہ تصویر پیروں کے نیچے ہو اور درر وغیرہ
میں جو یہ ہے کہ نماز مکروہ نہ ہوگی جبکہ
تصویر نمازی کے پیروں کے نیچے ہو یا اس کے
بیٹھنے کی جگہ پر ہو اس لئے کہ اس صورت میں تصویر
کی توہین ہوتی ہے اور یہ حکم جائے نماز کے سوا
بساط کے ساتھ دلیل مذکور کی دلیل کے سبب
مخصوص ہے اور تمام علماء نے کتاب الاصل
سے جائے نماز میں اطلاق کراہت کا حکم مطلق
نقل کیا اور انہوں نے اس مسئلے کی جو تعلیل
فرمائی ہے وہ ہر صورت کو شامل ہے جیسا کہ
پوشیدہ نہیں ہاں جائے نماز کے سوا کسی بساط

اما انه لوجود الاهانة مطلقا مع عدم التعظیم بوجه قال فی الحلیة نقلا عن شرح الجامع الصغیر لفخر الاسلام لا یکرہ ان یصلی دون وسادة علیها تصاویر۔

میں نماز مکروہ نہ ہوگی جب کہ اس پر نماز پڑھے اور تصویر پر سجدہ نہ کرے اگرچہ تصویر ان کے پیروں کے نیچے نہ ہو بلکہ اگرچہ تصویر اس کے سامنے ہو اس لئے کہ اس صورت میں مطلق تصویر کی اہانت پائی جاتی ہے اور ساتھ ہی کسی طرح تصویر کی تعظیم نہیں پائی جاتی حلیہ میں فخر الاسلام کی شرح جامع صغیر سے نقل کرکے فرمایا ایسے تکیے کے سامنے جس میں تصویر ہوں نماز پڑھنا مکروہ نہیں اھ۔

اقول هو نص نفس الجامع الصغیر ثم المراد بالوسادة الصغیرة دون کبیرة تورث الصورة انتصابا کما تقدم ثم لا یخفی علیك ان التوفیق الذی ذکرہ الفقیر اولی مما اختارہ هذا المحقق لان فیه اهمال احدهما فی بعض متناولاته وفیما ذکرت اعمال کلیهما فی کله فانظر الی کثرة الفوائد فی کلام المشائخ رحمه الله تعالی وهکذا کلامهم اذا امعن فیه انظر وساعد التوفیق من اللطیف الخبیر عز جلاله ولله الحمد۔

اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں اقول یہ خود جامع صغیر کی نص ہے پھر مراد تکیے سے چھوٹا تکیہ نہ کہ ایسا بڑا تکیہ جو تصویر کو نصب کردے جیسا گذرا پھر تمہارے اوپر پوشیدہ نہیں اصل و جامع صغیر کی دونوں عبارتوں میں جس طرز سے اس فقیر نے موافقت ذکر کی اس سے وہ تطبیق اولیٰ ہے جو اس محقق نے اختیار کیا اس لئے کہ اس تطبیق میں دونوں میں سے ایک کو اس کے بعض مصداقوں میں چھوڑنا لازم آتا ہے اور جو میں نے ذکر کیا اس میں دونوں عبارتوں پر تمام صورتوں میں عمل ہوجاتا ہے۔ اور ائمہ کا کلام ایسا ہی ہوتا ہے جب کہ اس میں اچھی طرح نظر کی جائے اور اللہ لطیف وخبیر کی توفیق ساعد ہو عز جلالہ وللہ الحمد۔

ثم اقول وبہ استعین تنقیح علت اگرچہ بفضلہ تعالیٰ بروجہ احسن ہولی مگرابھی ایک اور تنقیح عظیم باقی ہے جبکہ علت کراہت تشبہ عبادت ہے خاص ہو یا عام توضرور ہے کہ وہ تصویر جنس مایعبدہ المشرکون سے ہو کہ جسے مشرکین پوجتے ہی نہیں وہ بت کے حکم میں نہیں کہ اس کے بروجہ تعظیم رکھنے یا اس کے طرف نماز پڑھنے میں معاذ اللہ عبادت بت سے تشبہ ہو ولہذا جا بجا کراہت کو عبادت اور اس کے عدم کو اس کے عدم سے تعلیل فرماتے ہیں کہ مشرک اس کی عبادت نہیں کرتے لہذا کراہت نہیں کہ اتنی چھوٹی تصویر کہ زمین پر رکھکر دیکھو تو اعضاء کی تفصیل نہ معلوم ہو مورث کراہت نہیں کہ اتنی چھوٹی کی عبادت مشرکین کی عادت نہیں ہدایہ و کافی وتبیین میں ہے۔

"لوکانت الصورۃ صغیرۃ بحیث لا تبدو للناظر لا یکرہ لان الصغار جدا لا تعبد."

تصویر اگر اتنی چھوٹی ہو کہ دیکھنے والے کو صاف نظر نہ آئے مکروہ نہیں کہ بہت چھوٹی تصویریں پوجی نہیں جاتیں۔

فتح القدیر میں ہے۔ فلیس لها حکم الوثن فلا تکرہ فی البیت۔

تو ایسی تصویر بت کے حکم میں نہیں ہے تو گھر میں مکروہ وممنوع نہیں ہے۔

اور اس بارے میں امیر المومنین فاروق اعظم وحضرت عبداللہ بن مسعود وحذیفہ بن یمان ونعمان بن مقرن عبداللہ بن عباس وابوہریرہ ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہم صحابہ اور سیدنا دانیال نبی علیہ السلام سے آثار مروی ومذکور ہیں بینہا فی الحلیہ اس کو حلیہ میں بیان فرمایا۔ سربریدہ یا چہرہ محو کردہ کہ اس کی عبادت نہیں ہوتی اور بھویں اور آنکھیں مٹا دینا کافی نہیں نہ چاروں ہاتھ پاؤں کاٹ دینا نفی کراہت کرتے تبیین وبحر میں ہے۔

مقطوعۃ الراس لا تکرہ لانها لا تعبد بدون الراس عادۃ ولا اعتبار بازالۃ الحاجبین او العینین لانهما تعبد بدونهما.

سرکٹی تصویر مکروہ نہیں اس لئے کہ تصویر بے سر کی عبادت نہیں ہوتی اور دونوں بھویں یا آنکھیں اڑا دینے سے کراہت ختم نہ ہوگی اسلئے کہ ان دونوں کے بغیر بھی عبادت ہوتی ہے

ہدایہ میں فرمایا۔

محو الراس لیس بتمثال لانہ لایعبد بدون الراس۔

سر بریدہ مجسمہ نہیں اس لئے کہ اس کی عبادت نہیں ہوتی۔

عنایہ میں ہے۔

انہ لایعبد بلاراس فکان کالجمادات۔

مجسمہ بلا سر پوجا نہیں جاتا تو وہ جمادات کے حکم میں ہے۔

خلاصہ و فتح و حلیہ و بحر میں ہے۔

"واللفظ لہ لا اعتبار بقطع الیدین اوالرجلین اھ وکذا ھو فی الخلاصۃ ثم الحلیۃ بحرف الترديد ولفظ المحقق لوقطع یدیھا ورجلیھا لاتر تفع الکراھۃ اھ اعنی بحرف الجمع وھو المراد۔"

دونوں ہاتھ یا دونوں پیر کاٹ دینے کا اعتبار نہیں یعنی اس صورت میں کراہت بدستور رہے گی۔

غنیہ میں دونوں مسئلہ صغیرہ و مقطوعۃ الراس کی تعلیل میں لکھا۔

لانھا لاتعبد فانتفی التشبہ الذی ھو سبب الکراھۃ۔

اس لئے کہ سر بریدہ تصویر پوجی نہیں جاتی تو تشبہ منتفی ہوگیا اور وہی سبب کراہت ہے۔

(۳) شمع یا چراغ یا قندیل یا لیمپ یا لالٹین یا فانوس نماز میں سامنے ہو تو کراہت نہیں کہ ان کی عبادت نہیں ہوتی اور بھڑکتی آگ یا دہکتے انگاروں کا تنور یا بھٹی یا چولہا یا انگیٹھی نماز میں سامنے ہو تو مکروہ کہ مجوس اس کو پوجتے ہیں عنایہ میں بعد عبارت مذکور آنفا ہے۔

فصار کالصلوۃ الی شمع اوسراج فی انھما لایعبد ان ویکرہ لوکان بین یدیہ کانون فیہ جمر

تو سر بریدہ تصویر شمع اور چراغ کے مثل ہے اس لئے کہ ان کی عبادت نہیں ہوتی اور اگر نمازی کے سامنے انگیٹھی ہو جس میں انگارے

اونار موقدة ۔

یا جلتی ہوئی آگ ہو مکروہ ہے ۔

فتح میں زیر مسئلہ شمع ہے ۔

لانهم لا يعبدونه بل الضرام جمرًا ونارًا ۔

اس لئے کہ وہ موم بتی کو نہیں پوجتے بلکہ انگاروں یا آگ کو پوجتے ہیں ۔

تبیین الحقائق وبحر الرائق میں ہے ۔

قال رحمه الله تعالى او شمع او سراج لانهما لا يعبدان والكراهة باعتبارها وانما يعبدها المجوس اذا كانت فى الكانون وفيها الجمر او فى التنور فلا يكره التوجه اليها على غير ذالك الوجه ۔

اس لئے موم بتی یا چراغ کے سامنے نماز مکروہ نہیں اس لئے کہ ان کی عبادت نہیں ہوتی اور کراہت اس کے اعتبار سے ہے اور مجوس آگ کی عبادت اسی وقت کرتے ہیں جب انگیٹھی یا تنور میں ہو تو آگ کا سامنے ہونا اسی صورت میں مکروہ ہوگا ۔

انا اقول البحر تبع التبيين فى قوله والكراهة باعتبارها فرجع الى الصواب ۔

اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں اقول ۔ میں کہتا ہوں ۔ بحر الرائق نے تبیین الحقائق کا اتباع کیا اپنے اس قول میں کراہت باعتبار نماز کے ہے تو انہوں نے قول صواب کی طرف رجوع فرمایا ۔

کافی میں ہے ۔

ان قطع الراس فلا باس به لانه لا يعبد بلا راس ولهذا الوصلى الى تنور او كانون فيه نار كره لانه يشبه عبادتها او الى قنديل او شمع او سراج لا لعدم التشبه ۔

اگر تصویر کا سر کاٹ دیا تو اس میں کوئی حرج نہیں اس لئے کہ سر بریدہ پوجی نہیں جاتی اور کراہت باعتبار عبادت ہے لہٰذا انگیٹھی یا تنور میں آگ ہو اور اس کی طرف منھ کرکے نماز پڑھے نماز مکروہ ہوگی اس لئے کہ یہ آگ کی عبادت کے مشابہ ہے ۔

محیط امام شمس الائمہ سرخسی پھر ہندیہ میں ہے۔

من توجہ فی صلاتہ الی تنور فیہ نار تتوقد او کانون فیہ نار یکرہ ولو توجہ الی قندیل او الی سراج لم یکرہ۔	قندیل، موم بتی اور چراغ کی طرف التفات سے مکروہ نہیں ہوگی اس لئے کہ یہ تشبہ عبادت نہیں ہے۔

فتاوی امام اجل قاضی خاں میں ہے۔

یکرہ ان یصلی وبین یدیہ تنور او کانون فیہ نار موقدۃ لانہ یشبہ عبادۃ النار وان کان بین یدیہ سراج او قندیل لایکرہ لانہ لایشبہ عبادۃ النار۔	نماز مکروہ ہوگی جب کہ نمازی کے سامنے تنور یا انگیٹھی اس میں جلتی ہوئی آگ ہو اس لئے کہ یہ آگ کی عبادت کے مشابہ ہے اور اگر نمازی کے سامنے چراغ یا موم بتی ہو تو نماز مکروہ نہ ہوگی اس لئے کہ آگ کی عبادت کے مشابہ نہیں ہے۔

اسی طرح اس سے لایکرہ تک خزانۃ المفتین میں ہے۔

اقول ھذہ نصوص الائمۃ الاجلۃ نسقط مافی القنیۃ ان المجوس یعبد من الجمر لا النار الموقدۃ اھ وان تبعہ فی الدر والتمرتاشی ثم السید ابو السعود الازھری ثم السید الطحطاوی فی حاشیۃ المراقی والدر ولفظہ لان المجوس لایعبدون اللھب بل الجمر ثم الن اھدی نفسہ اظھر ضعفہ اذقال بعدہ حتی قیل لاتکرہ	یہ جلیل القدر ائمہ کے نصوص ہیں قنیہ کا کا یہ کلام کہ مجوس انگارے پوجتے ہیں نہ جلتی آگ کو ساقط ہوگیا اھ اگرچہ درمختار کتمر تاشی نے اس کا اتباع کیا پھر سید ابو سعید ازہری پھر سید طحطاوی حاشیہ مراقی اور درمختار میں اسی پر چلے اور اس کے لفظ یہ ہیں اس لئے کہ مجوس آگ کی لپٹ کو نہیں پوجتے ہیں بلکہ انگارے کو پوجتے ہیں پھر زاہدی از خود اس کے قول کے ضعف کو ظاہر کیا اس لئے کہ اس نے قنیہ کے گذشتہ

الی النار الموقدۃ۔

عبارت کے بعد یہ کہا یہاں کہا گیا ہے نماز جلتی آگ کے سامنے مکروہ نہیں ہے۔

اقول ان کان صحیحا انھم لایعبدونھا فما معنی تعبیر ھذا القیل بقیل الا ان یقال ان الموقدۃ قلما تخلو عن جمر وفیہ نظر بل لا تشتمل علیہ الاقرب الانتہا ثم ربما تکون الموقدۃ من حشیش ونحوہ ولا جمر ثمہ واللہ تعالٰی اعلم۔

اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں اقول اگر یہ بات صحیح ہے مجوس جلتی آگ کو نہیں پوجتے تو اس قول کو قیل (کہا گیا سے تعبیر کا کیا مطلب) مگر یہ کہا جائے کہ جلتی آگ کم ایسا ہوتا ہے کہ انگاروں سے خالی ہو اور اس میں بحث ہے بلکہ ختم ہونے کے قریب ہی انگاروں پر مشتمل ہوتی ہے پھر کبھی جلتی آگ گھاس پھوس کی ہوتی ہے اور اس میں انگارے نہیں ہوتے واللہ تعالیٰ اعلم۔

(۴) مصحف شریف (۵) تلوار وغیرہ ہتھیار کا سامنے ہونا مکروہ نہیں کہ ان کی عبادت نہیں ہوتی۔

کما فی الکتب الثلثۃ وعامۃ الکتب ولفظ الامام الزیلعی انھما لایعبدان وباعتبارھا ثبت الکراھۃ وفی استقبال المصحف تعظیم وقد امرنابہ۔

اس کا بھی مفاد ایک ہی ہے۔ امام زیلعی کے الفاظ یہ ہیں کہ تلوار وغیرہ کی عبادت نہیں ہوتی اور کراہت باعتبار عبادت ہے اور مصحف وقرآن کی طرف توجہ کرنا اس کی تعظیم ہے اور ہمیں اس کی تعظیم کا حکم ہوا ہے لہذا اس میں کوئی حرج نہیں۔

اقول یہ وہی فرق نفیس ہے کہ صدر کلام میں فقیر نے گذارش کیا۔

ولفظ البحر اما المصحف فلان فی تقدیمہ تعظیم وتعظیمہ عبادۃ والاستخفاف بہ کفر فانضمت ھذہ العبادۃ الی عبادۃ الاخری فلاکراھۃ اھ فاحفظہ فانہ

بحر کی عبارت یہ ہے مصحف کا سامنے رکھنا مکروہ نہیں اس لئے کہ اس میں مصحف کی تعظیم ہے اور مصحف کی تعظیم اللہ کی عبادت ہے اور اسے ہلکا سمجھنا کفر ہے تو ایک عبادت دوسری عبادت میں ضم ہوگی لہذا اس میں کراہت نہیں۔

ینفعك۔

(۶) تصویر صغیر پر قیاس فرماکر مستور سے بھی نفی کراہت کی ظاہر نہ ہونے میں اس کے مثل ہے جیسے جیب بٹوے میں روپیہ یا بعض سر کی ٹوپیوں میں کہ نصاری کی بنائی ہوئی ہیں اندر کی جانب تصویر ہوتی ہے ان صورتوں میں نماز مکروہ نہیں مگر ناجائز تصویر حفاظت سے رکھ چھوڑنا خود ہی منع ہے اگرچہ صندوق میں بند رکھے اور نہ کھولے اگرچہ وہاں نماز مکروہ نہ ہوگی محیط وخلاصہ وحلیہ وبحر میں ہے۔

رجل فی یدہ تصاویر وھو یؤم الناس لا تکرہ امامتہ لانھا مستورۃ بالثیاب فصار کصورۃ فی نقش خاتم وھو غیر مستبین اھ ولفظ الخلاصۃ اذا کانت فی یدیہ (وفی نسخۃ علی یدیہ) وھو یصلی لاباس بہ لانھا مستورۃ بثیابہ وکذا لو کان علی خاتمہ اھ عن الحلیۃ العبارۃ الاولی للمحیط والخلاصۃ معا وفرق فی البحر فاحسن وقال تحت قول المحیط وھو غیر مستبین المستبین فی الخاتم تکرہ الصلاۃ معہ اھ۔

کسی کے پاس تصویریں کپڑے میں چھپی ہوئی ہیں اور وہ امامت کر رہا ہے اس کی امامت مکروہ نہیں اور اس کی نظیر وہ تصویر ہے جو انگوٹھی کے نقش میں ہو اور صاف معلوم نہ ہوتی ہو۔ (یعنی دونوں کا حکم عدم کراہت ہے) خلاصہ کی عبارت یہ ہے ہاتھ میں تصویریں ہیں اور نماز پڑھ رہا ہے کراہت نہیں اس لئے کہ وہ کپڑوں میں ڈھکی ہوئی ہیں اور یہی حکم انگوٹھی پر تصویر کا ہے اور بحر میں تفریق کی یعنی خلاصہ کی عبارت انگوٹھی پر تصویر کے بارے میں مطلق ہے خواہ نمایاں ہوں یا غیر نمایاں انہوں نے محیط کے قول (غیر مستبین) کے تحت فرمایا اس کا مفاد یہ ہے کہ نمایاں ہو تو نماز مکروہ ہے۔

اقول العادۃ ان الخاتم لا یکون علیھا الا غیر مستبین بل لعل الخاتم لا یحتمل الا ایاہ فقول

میں کہوں گا عادۃً انگوٹھی میں تصویر غیر نمایاں ہوتی ہے بلکہ شاید انگوٹھی میں غیر نمایاں تصویر ہی کی گنجائش ہوتی ہے تو محیط کا فرمانا کہ غیر

المحیط وهو غیر مستبین لبیان العلة الجامعة بین نقش الخاتم والمستور قال فی البحر ویفید انه لا یکره ان یصلی ومعه صرة او کیس فیه دنانیر او دراهم فیها صور صغار لاستتارها اهـ واعترضه فی النهر بان عدم الکراهة فی الصغار غنی عن التعلیل بالاستتار بل مقتضاه ثبوتها اذا کانت منکشفة وسیاتی انها لا تکره الصلاة لکن یکره کراهة تنزیه جعل الصورة فی البیت بخبر ان الملئکة لا تدخل بیتا فیه کلب او صورة اهـ نقله فی المنحة مقرا علیه۔

اقول وهو کما قال وکان زیادة الصغار وقع وفاقا فان المعهود فی الدراهم والدنانیر هی الصغار لکن فی قوله لکن ما قد علمت ان الصغار لا تکره فی البیت ایضا کما مر تصریحه عن الفتح وقد تظافروا علی نقل

نمایاں ہو یہ نقش انگشتری اور تصویر پوشیدہ کے درمیان قدر مشترک کے بیان کیلئے ہے (یعنی نظر نہ آنا دونوں میں قدر مشترک ہے) بحر میں کہا کہ اس کا مفاد ہے اگر تھیلی میں روپے یا پیسے ہوں جن میں چھوٹی تصویریں ہوں اور اس تھیلی کو لیکر نماز پڑھے نماز مکروہ نہ ہوگی اس لئے وہ چھپی ہوئی ہیں نہر میں اس پر اعتراض کیا کہ چھوٹی تصویروں میں عدم کراہت بتانے میں اس تعلیل کی ضرورت نہیں کہ وہ پوشیدہ ہیں بلکہ اس کا مقتضی یہ ہے کہ اگر کھلی ہوں تو نماز مکروہ ہوگی حالانکہ نماز مکروہ نہ ہوگی لیکن چھوٹی تصویر کا گھر میں رکھنا مکروہ تنزیہی ہے اس حدیث سے کہ ملائکہ گھر میں نہیں آتے جس میں تصویر یا کتا ہو۔

اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں اقول بات ایسی ہی ہے جیسا کہ صاحب نہر نے کہی (یعنی چھوٹی تصویروں میں یہ کہنے کی ضرورت نہیں کہ وہ چھپی ہوئی ہیں) اور ایسا لگتا ہے کہ لفظ چھوٹی کی زیادت بیان واقع کے لئے ہے اس لئے کہ روپے پیسے میں تصویر چھوٹی ہی ہوتی ہے لیکن صاحب نہر کے استدراک میں (یعنی چھوٹی تصویر گھر

آثارفيها عن الصحابة رضى الله تعالى عنهم وقد قدمنا عن الامام فخر الاسلام ان امساك الصورة على سبيل التعظيم ظاهراً مكروه الخ فقيد بالظاهر فغيره لايوثر كراهة لافى الصلاة ولا فى الامساك قال البحر ويفيد انه لوكان فوق الثوب الذى فيه صورة ثوب ساتر له لايكره ان يصلى فيه لاستتارها بالثوب الاخر والله تعالى سبحٰنه اعلم اھ۔

اقول ولا قرة عين فيه لمن يمسك التصاوير فى صندوقه للناظر فيها متى شاء فانها وان كانت مستورة مادامت فى الصندوق لكنه يفتحه ويخرجها فتظهر فيأتى التحريم والامساك لامر ممنوع كمن امسك امرأة ليفجر بها فهو فى اثم الفجور حين لايفجر لان الاعمال بالنيات نسال الله السلامة

میں رکھنا مکروہ تنزیہی بتایا) تامل ہے۔ اس لئے کہ چھوٹی تصویریں گھر میں مکروہ بھی نہیں ہیں۔ جیسا کہ فتح القدیر سے اس کی تصریح گذری اور بکثرت علماء کرام نے صحابہ سے اس میں آثار نقل فرمائے اور ہم امام فخر الاسلام کا قول نقل کر چکے کہ نمایاں صورت کو بروجہ تعظیم رکھنا مکروہ ہے تو غیر نمایاں مکروہ نہیں نہ نماز میں نہ امساک میں بحر میں کہا کہ محیط کی عبارت کا مفاد یہ بھی ہے کہ اگر اس کپڑے پر جس میں تصویر ہو کوئی اور کپڑا پڑا ہو اس کپڑے میں نماز مکروہ نہ ہوگی اس لئے کہ تصویر دوسرے کپڑے سے چھپی ہوئی ہے۔ اللہ سبحٰنہ اعلم۔

اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں اقول مگر اس عبارت میں اس شخص کی آنکھ کی ٹھنڈک نہیں جس نے بکس میں تصویریں رکھی ہوں کہ جب چاہئے انہیں دیکھے اس لئے کہ اگرچہ وہ چھپی ہوئی ہیں لیکن جب وہ بکس کھول کر نکالے گا نمایاں ہوں گی لہٰذا تحریم کا حکم ہوگا اور ممنوع چیز کو رکھنا بھی منع ہے جیسے کہ کوئی عورت کو بدی کے لئے روک لے تو اس پر بدی کا گناہ ہوگا اگرچہ وہ بدی نہ کر رہا ہو اور اعمال کا اعتبار نیت سے ہے اللہ محفوظ رکھے

بل لو امسکہا ولم یقصد النظر فیہا متی شاء کان فیہ حفظ ما فیہ الفساد فکان کامساک الۃ اللہو لمن لا یضرب قال الامام الاجل قاضی خاں فی فتاواہ لو امسک شیئا من ھذہ المعازف و الملاھی یکرہ و یاثم وان کان لا یستعملہا لان امساک ھذہ الاشیاء یکون للھو عادۃ اھ۔

بلکہ اگر ان تصویروں کو یونہی بلا ارادہ نظر رکھے جب بھی اس میں امر ممنوع کی حفاظت ہے تو یہ آلہ موسیقی رکھنے کے مثل ہوا ______ اس کے حق میں جو اسے نہیں بجاتا ہے امام قاضی خان نے اپنے فتاویٰ میں فرمایا اگر آلات لہو وطرب میں سے کوئی چیز رکھے تو مکروہ ہے اور وہ شخص گناہ گار ہے اگرچہ استعمال نہ کرے اس لئے کہ ان چیزوں کا رکھنا عادۃً لہو کیلئے ہوتا ہے۔ اھ۔

(۷) چاند سورج ستاروں درختوں کی تصویریں نماز میں سامنے ہوں تو حرج نہیں کہ مشرکین نے اگرچہ ان اشیاء کو پوجا مگر ان کی تصویروں کی عبادت نہیں کرتے سوتھا اگرچہ معبود قمر تھا۔ سوم یعنی مالک مگر اس میں بت تھا جیسے صورت از روحانیت قمر قرار دیا تھا نہ شکل ہلال یا قمری یا بدری کی تصویر ردالمحتار میں درایہ شرح ہدایہ سے ہے۔

ان قیل عبد الشمس والقمر والکواکب والشجرۃ الخضراء قلنا عبد عینہ لا تمثالہ اھ۔

اگر کہیں کہ شمس، قمر، ستارے اور ہرا درخت بھی پوجا گیا یعنی ان کی تصویر بھی مکروہ ہونا چاہئے ہم کہیں گے ان کے عین کو پوجا گیا مجسمہ یا تصویر کو نہیں۔

اقول وبہ ظھر بطلان ما بحث القاری فی المرقاۃ اذ قال ما عبد من دون اللہ ولو کان من الجمادات کالشمس والقمر ینبغی ان

اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں اقول اور اس سے ملا قاری کی بحث کا بطلان ظاہر ہوا جو انہوں نے مرقاۃ میں کی ہے اس کی پوجا کی اللہ کے سوا ہے اگرچہ وہ چیزیں جمادات سے ہوں

يحرم تصويره اهبل يخالف
لاطلاقات جميع كتب المذاهب
متونا وشروحا وفتاوى
والله الموفق هذا ثم قال
العلامة الكاكي نقلا عن هذا
ينبغي ان يكره استقبال عين
هذه الاشياء قال الشامي اى
لانها عين ما عبد بخلاف
ما لو صورها واستقبل صورتها
اه -

اقول تفريع عجيب وبحث غريب
فالمسافرون في القفار والبحار
ربما لا يجدون ملجاء من
استقبال الشمس في العصر والقمر
فيها او في المغرب او في العشاء
ولا محيد لهم عن استقبال
الكواكب في العشاء واين يهرب
المصلي في الغياض

جیسے کہ سورج اور چاند تو چاہیئے کہ اس کی
تصویر حرام ہو بلکہ تمام کتب مذاہب کے اطلاق
کے خلاف باعتبار متن اور شرح اور فتاوی کے
اور اللہ تعالیٰ توفیق دے اس کی پھر علامہ
کاکی نے درایہ شرح ہدایہ میں کہا کہ اس جواب
کی بنیاد پر یہ چاہیئے کہ ان اشیاء کی طرف
منہ کرنا مکروہ ہو شامی نے کہا یعنی اس
لئے کہ ان اشیاء کے عین کو پوجا گیا برخلاف
اس کے ان چیزوں کی تصویر بنا کر ان کی
طرف مونھ کرے ۔

اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں اقول عجیب بحث ہے اور
اس لئے کہ بیابانوں اور سمندروں میں
مسافروں کو بسا اوقات عصر میں استقبال
شمس سے اور استقبال قمر سے عصر یا مغرب
یا عشاء میں نیز عشاء میں استقبال کواکب
سے مفر نہیں ہونا چاہیے اور نمازی نخلستانوں
یا باغوں میں ہرے پیڑ سے بچ کر کہاں
جائے گا ۔

عن استقبال شجرة خضراء بل
ربما لا يجد له سترة غيرها فيلجأ
اليها بحكم الشرع وروى الامام
احمد وابو داؤد عن المقداد بن الاسود
رضي الله تعالى عنه قال ما رأيت
رسول الله صلى الله عليه وسلم
الى عود ولا عمود ولا شجرة الا جعله
على حاجبيه الايسر والايمن و
لا يصمد له صمداً ثم ان النبي
صلى الله عليه وسلم انما نهى
عن الصلوة حين تشرق الشمس
وحين تستوي وحين تتدلى
للغروب ولم يقيده بكونها
قبالة المصلي بل اينما كانت
ولو وراء ظهره ولو في غيم
غليظ وعلله بانها تكون اذ
ذاك بين قرني الشيطان لا بانها
عبدت من دون الرحمن
ولعل شدة بعدها والقمر والنجوم
تغني عن السترة فلابي داؤد عن ابن
عباس رضي الله تعالى عنهما
قال قال رسول الله صلى الله
تعالى عليه وسلم اذا صلى احدكم
الى غير سترة فانه يقطع صلاته
الكلب والحمار والخنزير واليهود

بلکہ کبھی ہرے پیڑ کے سوا کوئی سترہ نہیں ہوگا
تو بحکم شرع اس کی طرف منہ کریگا۔ اور امام
احمد اور ابو داؤد نے مقداد بن اسود سے روایت کی
کہ میں نے رسول خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
کو جب کبھی لکڑی یا ستون یا پیڑ کی طرف نماز
پڑھتے دیکھا۔ تو اس طرح کہ اس کو اپنی داہنی
یا بائیں بھوں کی سیدھ پر رکھتے تھے اور
ٹھیک اس کی سیدھ میں نہیں کھڑے ہوتے
تھے پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے تو جب
سورج طلوع ہوا اور جب بیچ آسمان میں ہو
اور جب غروب کے لئے ڈھلے نماز سے منع
فرمایا اور یہ قید نہیں لگائی ہے کہ سورج
نمازی کے سامنے ہو بلکہ جہاں کہیں ہو اگرچہ
پیٹھ کے پیچھے ہو اگرچہ گھنے بادل میں ہو اور
وجہ یہ بتائی کہ ان اوقات میں سورج شیطان
کے سینگوں کے درمیان ہوتا ہے اور یہ وجہ
نہ بتائی کہ اللہ کے سوا اس کی عبادت کی گئی
ہے اور اگر یہ تسلیم کر لیا جائے کہ وہ معبود
ماسوی اللہ ہیں تو سامنے نہ ہونا چاہیئے تو
اس کا چاند ستاروں کا غایت بعد میں
ہونا سترہ سے بے نیاز کرتا ہے (یعنی غایت
بعد قائم مقام سترہ کے ہے) اس لئے کہ
ابو داؤد نے ابن عباس سے روایت کی فرمایا
رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ تم میں

والمجوسی والمرأة ویجزی عنه اذمروابین یدیه علی قدر فتة یحجر وللطحاوی یکفیك اذا کانوا منك قدر رمیة وفی صلاة الهندیة عن التتارخانیة ان کانت القبور وراء المصلی لایکره فانه ان کان بینه وبین القبر مقدار مالوکان فی الصلوٰة ویمر انسان لایکره فههنا ایضا لا یکره اھ۔

سے کوئی اگر سترہ کی طرف نماز نہ پڑھے تو گدھا کتا خنزیر مجوسی اور عورت اس کی نماز کو قطع کردیں گے۔ اور اس سے پھینکے ہوئے پتھر کی دوری پر گذریں تو سترہ کی ضرورت نہیں طحاوی کی روایت میں ہے تجھے کافی ہے جب اتنی دوری پر ہوں جہاں تک تیر پہونچے اور ہندیہ کے کتاب الصلوٰۃ میں تتارخانیہ سے ہے اگر نمازی کے پیچھے قبریں ہوں تو کراہت نہیں اس لئے کہ اگر قبروں اور نمازی کے درمیان اتنی دوری ہو کہ اگر نماز میں ہوا ور آدمی گذرے تو مکروہ نہیں تو یہاں بھی مکروہ نہیں۔

اما الشجر فاقول کونهم عبدوا نوعاً اوشخصا من الشجر یستلزم کراهة الاستقبال الی ذالك النوع اوالشخص بخصوصه لاالی کل شجرة ولیس ذالك مثل التمثال فان الحکم متعلق بنفسه من دون نظر الی کونه صورة ماعبد ولا اولا کما سیأتی تحقیقه ان شاء الله تعالیٰ بخلاف الاعیان فلایعتبر فیها الجنس بل خصوص ما عبد علی وجه عبد الاتری

رہا درخت تو میں کہتا ہوں مشرکین کا درختوں میں سے کسی قسم کو یا بعینہ کسی درخت کو پوجنا اس بات کا مستلزم ہے کہ پیڑ اس قسم یا خاص کسی پیڑ کی طرف منہ کرکے نماز پڑھنا مکروہ ہو نہ یہ کہ ہر پیڑ کی طرف منہ کرنا مکروہ ٹھہرے اور یہ معاملہ اس تصویر جیسا نہیں اس لئے کہ ممانعت کا حکم نفس تصویر سے متعلق ہے اور یہاں اس بات کا لحاظ نہیں کہ وہ تصویر معبودان مشرکین کی ہے یا نہیں جیسا کہ عنقریب اس کی تحقیق آتی ہے ان شاء اللہ یہ حکم برخلاف معین اشیاء کے ہے اس لئے کہ ان میں جنس کا اعتبار نہیں ہے بلکہ خاص اس شئی

الیٰ ما امر من الفرق بین تنور فیه
نار و بین شمع و سراج اولاترى
ان النبی صلی الله تعالیٰ علیه وسلم
کان یستتر فی صلاته براحلته و
لم یمنعه عن ذالک کونها
من جنس الحیوان الذی
یعبد منه المشرکون نوع البقر و
عبد واشخص عجل السامری
اخرج الشیخان عن ابن عمر رضی
الله تعالیٰ عنهما ان النبی صلی الله
تعالیٰ علیه وسلم کان یعرض
راحلته فیصلی الیها و فی الفتح
ان استتر بظهر جالس کان سترة
وکذا الدابة واختلفوا فی
القائم اه وفیه وفی الهندیة
عن النهایة قالوا حیلة
الراکب ان ینزل فیجعل الدابة
بینه و بین المصلی فتصیر هی
سترة فیمر اه فالذی تحرر
بما تقرر کراهة استقبال
خصوص حیوان او شجر خصر
یعبده المشرکون ان نوعا فنوعا
او شخصا فذالک الشخص عینا
دون غیره من نوعه بشرط

کا اعتبار ہے جسے مشرکین نے پوجا ہو بلحاظ
اس حالت کے جس پر اس کی عبادت کی گئی
کیا تم نہیں دیکھتے اس فرق کو جو تندور میں جلتی
ہوئی آگ موم بتی اور چراغ کے درمیان ہے
(تندور کی طرف جس میں آگ جل رہی ہو منہ
کرکے نماز پڑھنا مکروہ ہے اور موم بتی اور
چراغ کی طرف منہ کرکے نماز پڑھنا مکروہ نہیں)
کیا تم نہیں جانتے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نماز میں
اپنی سواری کو سترہ بنالیتے تھے اور حضور
علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اس بات سے اس امر
نے باز نہ رکھا کہ وہ سواری اس حیوان کی جنس
سے ہے جس کی نوع بقر (گائے) کو مشرکین
پوجتے ہوں اور سامری کے شخص بچھڑے کی
پوجا کی امام بخاری ومسلم نے حضرت ابن عمر سے
روایت کیا کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اپنی
سواری کو آڑ بناتے تھے تو اس کی طرف منہ
کرکے نماز پڑھتے تھے اور فتح القدیر میں ہے
اگر نمازی بیٹھے ہوئے کی پشت کی آڑ لے تو
اس کا سترہ ہو جائیگا اور سواری کا بھی یہی حکم
ہے اور کھڑے ہوئے شخص کے بارے میں علماء
کا اختلاف ہے اھ اور اسی فتح القدیر اور
عالمگیری میں نہایہ سے ہے کہ علماء نے فرمایا
سواری پر گزرنے کے لئے حیلہ یہ ہے کہ وہ اتر
کر سواری کو مصلی کے سامنے کردے تو سواری

ان لایکون بینہ وبین المصلی اکثر مما یوثم المار ھذا ما ظھر لی وارجوان یکون صوابا انشاء اللہ تعالیٰ واللہ تعالیٰ اعلم ۔

سترہ ہو جائیگی اب یہ شخص گزر جائے اھ تقریرات سابقہ سے متحقق ہوا وہ یہ ہے کہ خاص اس حیوان یا سرسبز درخت جس کو مشرکین پوجتے ہوں مصلی کے حق اس کی طرف منہ کرنا مکروہ ہوا گروہ نوع ہو تو مکروہ وہی نوع ٹھہرے گی اور اگر وہ شئی معین ہو تو مکروہ وہی شئی معین ٹھہرے گی ۔ اور وہی شئی بعینہ مکروہ ہوگی نہ اس قسم کی دوسری شرط کراہت یہ ہے کہ اس شئی اور نمازی کے درمیان اس سے زیادہ فاصلہ نہ ہو جہاں سے مصلی کے سامنے گزرنے والا گنہ گار ٹھہرتا ہے اور یہ وہ ہے جو مجھے انشکام ہوا اور میں امید کرتا ہوں کہ یہ درست ہو انشاء اللہ تعالیٰ واللہ تعالیٰ اعلم ۔

اس میں تمام مسائل سے واضح ہوا کہ تشبہ کے لئے اس شئی کا جنس ما یعبدہ المشرکون سے ہونا ضروری ہے اقول اب یہاں سے متعدد سوال پیدا ہوتے ہیں اوّل ۔ اعیان میں تو اس کے معنی ظاہر ہیں کہ خود وہی نوع یا شخص ہو جس کی عبادت مشرکین کرتے ہیں مگر تصویر میں ہرگز یہ معنی نہیں شمس وقمر کی تصویر نہ گھر میں رکھنا مکروہ نہ نماز میں سامنے ہونے سے کراہت حالانکہ وہ معبودان باطل ہیں اور ہر انسان وحیوان کی تصویر رکھنا بھی حرام اور اس سے نماز بھی مکروہ حالانکہ ان سب کی عبادت نہیں کرتے اس کا منشا کیا ہے وہ جو گذرا کہ شمس وقمر کے عین کی عبادت ہوتی ہے نہ تصویر کی یہاں بدرجہ اولیٰ وارد ہے کہ ان کے نہ عین کی عبادت ہوتی ہے نہ تصویر کی اگر کہیے وہ ذی روح نہیں یہ ذی روح ہیں ہم کہیں گے یہی تو سوال ہے کہ جب مدار عبادت پر ہے تو معبود باطل غیر ذی روح کی تصویر کیوں نہ منع وجہ کراہت ہوا اور ذی روح غیر معبود کی تصویر کیوں حرام و موجب کراہت ٹھہری ۔ دوم سر بریدہ و چہرہ محو کردہ کو استثنا فرمایا کہ ان کی عبادت نہیں ہوتی ظاہر ہے کہ یہ نفی نفی

امکان نہیں کہ مشرکوں کی بدعقلی سے کسی چیز کی عبادت محال کیا مستبعد بھی نہیں جب وہ صرف لنگ اور جلہری کی پوجا کرتے ہیں تو ان کیساتھ باقی بدن بھی اگر ہوا ور سر نہ ہو تو کون مانع ہے بلکہ مراد نفی عبادت ہے کہ تن بے سر کی عبادت ان کی عادت نہیں تبیین الحقائق و بحر الرائق سے گزرا لانہا لا تعبد بدون الراس عادۃ۔ اس لئے کہ عادۃً بغیر سر کی نہیں پوجتے۔ اب واضح سوال ہے کہ تصویر کے چاروں ہاتھ پاؤں کاٹ دینے کے بعد جواز کیوں نہ ہوا کہ ایسے لوتھڑے کی عبادت بھی ان کی عادت نہیں بلکہ بھویں آنکھیں مٹا دینے پر بھی یہی سوال ہوسکتا ہے کہ اس حالت پر بھی عبادت کی عادت محل منع ہے اگر کہیئے بے سر و چہرہ حیات نہیں رہتی۔ اور ان اعضا کے بغیر ممکن ہے ہم کہیں گے تو مدار حیات پر ہوا نہ عادت عبادت پر ہذا خلف حیات کو اس لئے لیا تھا کہ اصل مناط یعنی عادۃ معبود ہونا بے حیات منتفی ہے نہ اس لئے کہ حیات ہی اصل مناط ہے کہ وہ باقی ہو تو حکم ثابت رہے اگرچہ عادت عبادت معدوم ہو۔ سوم:۔ سر بریدہ و اطراف بریدہ میں تو موت و حیات سے فرق کر لیا چھوٹی تصویر اور اطراف بریدہ میں کیا فرق ہے قابلیت حیات دونوں میں ہے اور عادۃ عبادت دونوں کی نہیں ہوتی بلکہ بڑی تصویر صرف مستور رہنے سے کیوں قابل استثنا ہوگئی اتنا خارجی تغیر کہ صرف ایک ہیات بدلی مفید ہوا اور یہ عظیم تغیر نفس جسم میں کہ چاروں ہاتھ پاؤں جڑ سے کاٹ دیئے کام نہ آیا حالانکہ پردہ ڈالنا اعزاز کا بھی پہلو رکھ سکتا ہے اور دست و پا کاٹ دینا صریح اہانت ہے۔ چہارم:۔ کیا فرق ہے کہ زید یا مثلاً بکری کی تصویر گھر میں بے اہانت رکھنا حرام اور مانع ملائکہ رحمت علیہم الصلوٰۃ والسلام حالانکہ مشرکین نہ زید اور بکری کو پوجتے ہیں اور نہ ان کی تصویروں کو اور گائے کا گھر میں بے اہانت رکھنا جائز حالانکہ وہ خود ان کی معبودہ باطلہ ہے اور باندھنا بالفرض اہانت نہیں بلکہ حفظ ہے اور بہت گائے بیل بے باندھے بھی رکھے جاتے ہیں اگر کہیئے گائے کا رکھنا دودھ کے لئے ہے اور تصویر سے کوئی غرض صحیح نہیں ہم کہیں گے غرض صحیح کے چار درجے ہیں ضرورت حاجت، منفعت، زینت، گائے اگر درجہ سوم میں ہے۔ لوگ تصویر کو درجہ چہارم رکھتے ہیں تو بے غرض یہ بھی نہ ہوئی معہذا اور اغراض بھی تصویر میں ہو سکتی ہیں

مثلاً معرکۂ جہاد کی تصویر جس میں اللہ عزوجل نے مسلمانوں کو کافروں پر غلبہ عطا فرمایا
ہو کہ اس کے مشاہدہ سے مسلمانوں کی عزت کفار کی ذلت کا سماں نظر آئے گا نعمت الٰہی کی
یاد ہوگی ان بندگان خدا کی طرح دین کے لئے جانفشانی کا شوق پیدا ہوگا الیٰ غیر ذالک من
المصالح حالانکہ ان تینوں سے بھی اس کا رکھنا حرام و ناجائز ہی ہے تو واجب ہوا کہ تصویر میں
مایعبد کے وہ معنی لئے جائیں اور ایسا مناط تجویز کیا جائے جس سے یہ سب سوالات مرتفع
ہو جائیں اور تمام مسائل منع و اجازت اس پر منطبق آئیں فاقول وباللّٰہ التوفیق یہاں
مناط منع نہ صورت کی عبادت ہوتا ہے نہ ذوالصورۃ کی نہ اس کی نوع نہ جنس قریب کی نہ
اس کا اس حالت پر ہونا کہ ذوالصورۃ اس حال پر ہو تو زندہ رہے ان میں سے کسی
وجہ پر نہ وہ سوال مرتفع ہوں نہ فروع لتئم بلکہ مناط تصویر کا معنی وثن میں ہونا ہے
جیسا کہ محقق نے فتح میں ارشاد فرمایا حیث قال کما القدوہ لیس لہا حکم الوثن
فلا تکرہ فی البیت ۔ ولہذا صورت حیوانیہ کی تخصیص ہوئی کہ غیر حیوان کی تصویر
بت نہیں بت ایک صورت حیوانیہ مضاہات خلق اللہ میں بنائی جاتی ہے تاکہ ذوالصورۃ
کے لئے مرآت ملاحظہ ہو اور شک نہیں کہ ہر حیوانی تصویر مجسم خواہ مسطح کپڑے پر ہو یا علمی
اس معنی میں ہے اس کا بلا اہانت گھر میں اور رب اللہ عزوجل کا مبغوض ہے تو جو کچھ
اس کے معنی میں ہے اس کا بلا اہانت گھر میں رکھنا حرام اور موجب نفرت ملائکہ کرام علیہم
الصلوٰۃ والسلام اسی قدر سے بحمد اللہ سب سوال حل ہو گئے تصویر کو اکب حیوانی نہیں کہ معنی
بت میں ہو اور تصویر ہر انسان و حیوان اگرچہ مشرکین ان کی عبادت نہ کرتے ہوں معنی بت
میں ہے تو مبغوض رب العزت ہے سوال اول حل ہوا تنور صورت حیوانی ہی نہیں
اور گائے ہے مگر خود مخلوق رب العزت نہ کہ مضاہات خلق اللہ میں مرآت ملاحظہ ہونے کو
بنائی ہوئی کہ مبغوض الٰہی ہو تو یہ بھی معنی بت میں نہیں سوال چہارم حل ہوا پھر صورت
حیوانی کہا جاتا اور اس کے لئے مرآۃ ملاحظہ ہونا دونوں کا مدار چہرہ پر ہے اگر
چہرہ نہیں تو اسے صورت حیوانی نہ کہا جائیگا اس پر ایک تو امین الوحی جبریل علیہ
الصلوٰۃ والسلام کا قول گزرا کہ ان کے سر کاٹ دیجئے کہ ہیأت درخت پر ہو جائیں دوسرے
ابو ہریرہ کا ارشاد گزرا کہ صورت سر کا نام ہے جس کے سر نہیں وہ صورت نہیں ۔

تیسرے امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ارشاد گزرا کہ سر کاٹ دیا تو صورت نہ رہی چوتھے اس پر اول دلیل ارشاد اقدس حضور پر نور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہے۔

اذا قاتل احدکم اخاہ فلیجتنب الوجہ فان اللہ خلق آدم علی صورتہ رواہ مسلم عن ابی ھریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ حکی النووی فی شرحہ ثلثۃ اقوال امثلھا واعدلھا واصحھا واجملھا ان المراد اضافۃ تشریف واختصاص کقولہ تعالیٰ ناقۃ اللہ وکما یقال فی الکعبۃ بیت اللہ ونظائرہ اھ۔

اگر تم سے کوئی اپنے بھائی سے لڑے تو اس کے چہرہ بچے (یعنی چہرہ پر نہ مارے) اس لئے کہ اللہ تعالیٰ آدم علیہ السلام کو اپنی صورت پر پیدا کیا ہے امام نووی نے اس حدیث کی شرح میں تین اقوال نقل کئے ان میں سب سے بہتر واضح یہ قول ہے کہ یہاں اللہ کی صورت کہنے سے مراد یہ ہے کہ وہ صورت اللہ سے نسبت رکھتی ہے اور جو شئی عظیم سے نسبت رکھے وہ عظیم ہوتی ہے خلاصہ یہ کہ اضافت یہاں تشریف کے لئے ہے جیسے بیت اللہ (اللہ کا گھر میں اور ناقۃ اللہ (اللہ کی اونٹنی) میں کعبہ مکرمہ کو اپنا گھر کہا صالح علیہ السلام کی اونٹنی کو اپنی اونٹنی فرمایا اظہار عظمت کے لئے اسی طرح آدم علیہ السلام کی صورت کو اظہار عظمت کے لئے اپنی صورت کہا ورنہ اللہ تعالیٰ صورت سے اور صفات حوادث سے منزہ ہے اھ مع توضیح۔

تکریم صورت کو صرف تعظیم وجہ پر مقصود فرمایا اور مرآۃ ملاحظہ ہونے کا وجود لھذا ماس پر دوران خود ظاہر چہرہ ہی سے معرفت ہوتی ہے چہرہ دیکھا اور باقی بدن کپڑوں سے چھپا ہے تو کہے گا کہ میں اسے پہونچانتا ہوں اور چہرہ نہ دیکھا تو نہیں کہہ سکتا اگرچہ باقی بدن ہو ولہذا اگر عورت نے اپنا منہ کھولکر گواہوں کو دیکھایا اور کہا میں لیلیٰ بنت زید ہوں اور کچھ اقرار یا عقد کیا گواہوں کو اس پر گواہی دینا جائز ہے اور انھیں اس کی

زندگی بھر گواہان شناخت کی اصلاحاجت نہیں کہ منہ دیکھ کر انھیں خود شناخت ہوگئی وہ اسے دیکھ کر جا سکتے ہیں کہ یہی وہ عورت ہے جس نے ہمارے سامنے اقرار کیا اور اگر منہ کھولکر نہ دکھایا تو گواہان شناخت کے بعد بھی یہ گواہی نہیں دے سکتے کہ فلاں عورت نے یہ اقرار کیا بلکہ اتنا کہیں کہ ہمارے سامنے ایک عورت نے یہ اقرار کیا اور فلاں فلاں شہود نے ہم سے بیان کیا کہ یہ فلاں عورت ہے عالمگیری میں ہے

لوکشفت المرأۃ وجھھا وقالت انا فلانۃ بنت فلان لایحتاجون الی شھود المعرفۃ فان ماتت یحتاجون الی شاھدین یشھدان انھا کانت فلانۃ بنت فلان واذا لم تسفر وجھھا وشھد شاھدان انھا فلانۃ بنت فلان لم یحل لھما ان یشھدا بذلک ۔ یعنی علی اقرار فلانۃ اصلا فیجوز ان یشھدا ان امرأۃ اقرت بکذا وشھد عندنا شاھدان انھا فلانۃ بنت فلان ھکذا فی الملتقط ۔

عورت نے اپنا چہرہ کھولکر کہا کہ میں فلانہ بنت فلاں ہوں گواہان شناخت کی حاجت نہیں پھر اگر مرگئی تو اب دو گواہوں کی حاجت ہوگی جو یہ گواہی دیں کہ فلانہ بنت فلاں تھی اور اگر چہرہ نہ کھولا اور دو گواہوں نے گواہی دی کہ وہ فلانہ بنت فلاں ہے انھیں یہ گواہی دینا حلال نہیں یعنی عورت کے اس اقرار پر کہ میں فلانہ بنت فلاں ہوں ہاں یہ جائز ہے کہ یہ گواہی دیں ۔
کہ کسی عورت نے یہ اقرار کیا اور ہمارے پاس دو گواہوں نے گواہی دی کہ وہ عورت فلانہ بنت فلاں ہے ۔

اسی میں فتاوی ظہیریہ سے ہے

اختلف المشائخ فی جواز تحمل الشھادۃ علی المرأۃ اذا کانت منتقبۃ بعض مشایخنا قالوا لا یصح التحمل علیھا بدون رؤیۃ

علما نے نقاب پوش عورت کے اقرار پر شہادت کے جواز میں اختلاف کیا بعض نے کہا کہ بغیر چہرہ دیکھے گواہی دینا جائز نہیں اور بعض نے توسیع کیا اور فرمایا کہ

وجهها و بعض مشايخنا توسعوا في هذا و قالوا يصح عند التعريف وتعريف الواحد يكفي والمثنى احوط والى هذا امال الشيخ الامام المعروف بخواهر زاده الى القول الاول مال الشيخ الامام شمس الاسلام الاوز جندي والشيخ الامام ظهير الدين وضوب من المعقول يدل على هذا فانا اجمعنا على انه يجوز النظر الى وجهها لتحمل الشهادة اھ قلت فقد اجمعوا على حصول المعرفة برؤية الوجه حتى جاز التحمل اجماعاً على عدمها بعدمها حتى لم يجز التحمل عند قوم اصلاً واحتيج الى التعريف عند آخرين۔

پہچان کرادی جائے تو صحیح ہے اور ایک کا پہچان کرادینا کافی ہے اور دو کا پہچان کرادینا احوط ہے اس میں زیادہ احتیاط ہے، اور اسی قول کی طرف خواہرزادہ نے میلان کیا اور قول اول کی طرف شمس الاسلام اوزجندی اور شیخ امام ظہیر الدین گئے ہیں۔ میں کہوں گا تو تمام علماء نے چہرہ دیکھنے سے حصول معرفت پر اجماع کیا۔ یہاں تک کہ بالاجماع چہرہ دیکھکر گواہی دینا جائز ٹھہری اور اسی طرح نہ دیکھنے کی صورت میں معرفت حاصل نہ ہونے پر اتفاق کیا یہاں تک کہ بعض کے نزدیک مطلقاً گواہی جائز نہ ہوئی اور بعض کے نزدیک پہچان کرانے کی حاجت ہوئی۔

مقاصد اہل تصویر ہی کو دیکھئے جو تصویر کسی کی یادگار کے لئے بنوائیں ہرگز بے چہرہ اس پر راضی نہ ہونگے نہ اسے مقصود کو مفید جانیگے اگرچہ باقی تمام بدن کی تصویر ہو اور بارہا نیم قد بلکہ سینہ بلکہ صرف چہرہ پر قناعت کرتے اور اسے اپنے مقصد کے لئے کافی سمجھتے ہیں جیسا کہ تصویروں میں بکثرت دائر و سائر اور سکہ کی تصویروں سے ظاہر اور خود یہ تصویر جس سے سوال ہے اس پر شاہد کہ اس کا بنانا یادگاری کے لئے تھا اور نصف سینہ تک قناعت کی تو بداہۃً ثابت ہوا کہ صرف چہرہ ہی وہ چیز ہے کہ تصویر کو معنی بت میں کرتا ہے اور صرف چہرہ ہی اس معنی کے افادہ میں کافی ہوتا ہے تو یہاں جنس مالیعبد

سے مراد معنی بت میں ہونا ہے اگرچہ نہ خود وہ معبود مشرکین ہو نہ اس کا ذوالصورۃ نہ وہ اس حالت پر ہو کہ مشرکین اپنی عبادت کیلئے عادۃ لازم رکھتے ہیں کہ یہ سب زوائد ہیں اور یہاں صرف اس قدر درکار ہے کہ تصویر کسی صورت حیوانیہ کے لئے مرآۃ ملاحظہ ہو اور اس کا مدار صرف چہرہ پر ہے تو قطعاً یہ سب تصویریں معنی بت میں ہیں اور ان کا مکان میں باعزاز رکھنا نصب کرنا چوکھٹوں میں رکھکر دیوار پر لگانا پردے یا دیوار یا کسی اونچی رہنے والی شئی پر اس کا منقوش کرنا اگرچہ نیم قد یا صرف چہرہ ہو یا دیوار گیروں پر انسان یا حیوان کے چہرہ لگانا یا پانی کے نل کے منہ پر یا لاٹھی کی بالائی شام پر کسی حیوان کا چہرہ بنوانا یا ایسی کسی بنی ہوئی چیز کو رکھنا استعمال کرنا سب ناجائز و حرام و مانع دخول ملائکہ رحمت علیہم الصلوٰۃ والسلام اور اس مکان میں نماز یقیناً مکروہ پھر اگر تشبہ خاص بھی پایا جائے جیسے مصلی کے سامنے ہونا تو نماز مکروہ تحریمی واجب الاعادہ ہوگی کیا کوئی کہہ سکتا ہے کہ قد آدم آئینے جن میں اتنی بڑی بڑی آدمیوں اور جانوروں کی تصویریں ہوں دیوار قبلہ میں نصب کرکے ان کی طرف نماز پڑھنے میں نہ عبادت صورت کی مشابہت ہے نہ شرع مطہر کی مخالفت حاشا ہرگز کوئی نہیں کہہ سکتا تو ثابت ہوا کہ صواب عامہ کتب ائمہ کیا تھا ہے جن میں صرف قطع راس و محو وجہ پر اکتفا فرمایا اور دیگر اعضا کا ان پر قیاس ہرگز نہ روایۃ منقول نہ درایۃ مقبول لاجرم سر بریدہ میں ممانعت نہ ہوئی کہ معنی بت میں نہ رہی اور دست و پا بریدہ ناجائز ہوئے کہ معنی بت میں باقی سوال دوم حل ہوا اتنی چھوٹی تصویر کہ نظر میں متمیز نہ ہو مرآۃ ملاحظہ نہیں کہ آپ ہی زیر ملاحظہ نہیں یونہیں مستور کہ وہ بھی خود ملاحظہ سے مہجور مرآۃ ملاحظہ ہونا تو اور دور اور معنی بت کے حصول کو یہ بھی ضرور کہ مشرکین بتوں کو اسی لئے بناتے ہیں کہ ان آلہہ مزعومہ باطلہ کے مرآۃ ملاحظہ ہوں تو یہاں بھی وہ معنی مفقود سوال سوم حل ہوا۔

وللّٰہ الحمد حمداً کثیراً طیباً مبارکاً فیہ کما یحب ربنا و یرضی وصلی اللّٰہ تعالیٰ علیٰ سیدنا و مولینا والہ وصحبہ ابداً ھکذا

اور اللہ ہی کے لئے حمد ہے حمد کثیر طیب مبارک ایسی حمد جو ہمارے رب کو چاہے اور پسند فرمائے اور اللہ تعالیٰ ہمیشہ درود بھیجے ہمارے سردار و آقا پر اور انکے آل و اصحاب پر ایسے ہی تحقیق

ينبغي التحقيق والله تعالى ولي
التوفيق وقد كان يختلج في قلبي
الكلام عليه منذ زمان وكنت ارجو
ان يفتح الله تعالى بالحق فهذا
ان يسره المولى سبحنه وتعالى وله
الحمد اقول وبه انفصل ولله الحمد
خلاف نقله القهستاني عن المحيط
في اتخاذ الراس ونقله عنه في
رد المحتار ولم يذكروا فيه
ترجيحا فثبت بحمد الله تعالى
ترجيح المنع - اقول ثم لا يذهبن
عنك ان المراد بالاتخاذ الاقتناء
كما في قول القهستاني بعده باسطر
يكره اتخاذ الصور في البيوت ثم
قوله بعده لا يكره اتخاذها
ان صغرت اما اصطناعه فلا
يجوز بحال وان صرح علماؤنا
بجواز اتخاذ الانف والسن والاصبع
من فضة لمقطوعها فان الفرق
بين ما ذكروا وبين اتخاذ الراس
مما لا يخفى على بليد فضلا عن
عاقل والله تعالى اعلم -

چاہیے اور اللہ تعالیٰ ہی توفیق کا ولی ہے
اور میرے دل میں اس موضوع پر یہ کلام ایک
زمانے سے کھٹک رہا تھا اور میں امید رکھتا تھا
کہ اللہ تبارک وتعالیٰ حق کو کھول دے تو یہ وہ
جو اللہ سبحنہ تعالیٰ نے میسر فرمایا اور اسی کے لئے
حمد ہے اقول اور اس تقریر سے وہ خلاف منفصل
ہو گیا جو قہستانی نے نقل کیا محیط سے سر کی تصویر
رکھنے میں اور اسے رد المحتار میں قہستانی سے نقل
فرمایا اور اس مسئلہ میں علماء نے ترجیح کا ذکر نہ
فرمایا تو بحمد اللہ تعالیٰ ممنوع ہونے کی ترجیح
ثابت ہو گئی اقول پھر تمہارے ذہن سے یہ بات
نہ نکل جائے کہ مراد لفظ اتخاذ (رکھنا) سے تصویر
کا استعمال ہے جیسا کہ قہستانی کے گذشتہ قول
کے چند سطر بعد ہے کہ گھروں میں تصویروں
کو رکھنا مکروہ و ناجائز ہے پھر اس کے بعد
قہستانی کا یہ قول ہے تصویروں کو رکھنا مکروہ
نہیں اگر وہ چھوٹی ہوں مگر جاندار کی تصویر
بنانا بہرحال ناجائز ہے اگرچہ ہمارے علماء
نے چاندی سے ناک، دانت، اور انگلی
کے جواز کی تصریح فرمائی اس پیکر کے لئے
جسکے یہ اعضاء کٹے ہوئے ہوں ہاں اس لئے کہ ان
اشیاء کے درمیان جو علماء نے ذکر کیں اور
سر کے رکھنے کے درمیان فرق، بے وقوف پر
بھی پوشیدہ نہیں چہ جائیکہ عاقل پر پوشیدہ
ہو واللہ تعالیٰ اعلم -

اقول باللہ التوفیق ایک اور نکتہ بدلیعہ ہے جس پر تنبہ لازم یہاں چار صورتیں ہیں اول تصویر کی توہین مثلاً فرش پا انداز میں ہونا کہ اس پر چلیں پاؤں رکھیں یہ جائز ہے اور مانع ملائکہ نہیں اگرچہ بنانا بنوانا ایسی تصویروں کا بھی حرام ہے کما فی الحلیۃ و البحر وغیرہما دوم جس چیز پر تصویر ہو اسے بلا اہانت رکھنا مگر وہ ترک اہانت بوجہ تصویر نہ ہو بلکہ اور سبب سے جیسے روپے کو سنبھال کر رکھنا زمین پر پھینک نہ دینا کہ یہ بوجہ تصویر نہیں بلکہ بسبب مال اگر سکہ میں تصویر نہ ہوتی جب بھی وہ ایسی احتیاط سے رکھا جاتا یہ بحال ضرورت جائز ہے جس طرح روپے میں کہ ہم تصویر مقصود نہیں اور بے تصویر کا یہاں چلتا نہیں اور اس پر سے تصویر مٹائیں تو چلے گا نہیں والضرورت تبیح المحظورات یوہیں اسٹامپ کی تصویریں اور ڈاک کے ٹکٹ اگر ان کی تصویریں ایسی چھوٹی ہوں کہ زمین پر رکھکر کھڑے ہو کر دیکھنے سے تفصیل اعضاء ظاہر نہ ہو جیسے اشرفی کہ اس کے رکھنے کا ویسے ہی جواز ہے اس کی تصویریں ایسی ہی چھوٹی ہیں اور بلا ضرورت داخل کراہت کہ اگرچہ ترک اہانت دوسری وجہ سے ہے مگر لازم تو تصویر کی نسبت بھی آیا حالانکہ ہمیں اس کی اہانت کا حکم ہے عنایہ سے گزرا نحن امرنا باہانتہا تو ترک اہانت میں ترک حکم ہے اور ضرورت نہیں کہ حکم جواز لائے چاقو وغیرہ پر جو تصویریں ہوتی ہیں اسی حکم میں داخل ہیں مگر بڑی ہوں تو انھیں مٹا دے یا کاغذ وغیرہ لگا دے ورنہ مکروہ ہے یہ بھی اس وقت کہ رکھنے والے کو اس شئی سے کام ہو تصویر مقصود نہ ہو ورنہ صورت سوم میں داخل ہوگا۔ سوم۔ ترک اہانت بوجہ تصویر ہی مگر تصویر کی خاص تعظیم مقصود نہ ہو جیسے جہاں زینت و آرائش کے خیال سے دیوار و در پر تصویریں لگاتے ہیں یہ حرام ہے اور مانع ملائکہ علیہم الصلوٰۃ والسلام کہ خود صورت ہی کا اکرام مقصود ہوا اگرچہ اسے معظم و قابل احترام نہ مانا چہارم صرف ترک اہانت نہ ہو بلکہ بامقصد تصویر کی عظمت و حرمت کرنا اسے معظم دینی سمجھنا اسے تعظیماً بوسہ دینا سر پر رکھنا آنکھوں سے لگانا اس کے سامنے دست بستہ کھڑا ہونا اس کے لائے جانے پر قیام کرنا اسے دیکھکر سر جھکانا وغیر ذالک افعال تعظیم بجالانا یہ سب سے اخبث اور قطعاً یقیناً اجماعاً اشد حرام و سخت کبیرۂ ملعونہ ہے اور صریح کھلی بت پرستی ہے۔ ایک ہی قدم پیچھے ہے اسے کوئی مسلمان کسی حال میں حلال نہیں کہہ سکتا اگرچہ لاکھ مقطوع یا صغیر یا مستور ہو یہ قیدیں سب صورت سوم تک تھیں قصداً تعظیم تصویر ذی روح کی حرمت شدیدہ

عظیمہ میں نہ کوئی تقیید ہے نہ کسی مسلمان کا خلاف متصور بلکہ قریب ہے کہ اس کی حرمت شدیدہ اس ملت حنفیہ کے ضروریات سے ہو تو اس کا استحسان بلکہ صرف استحلال یعنی جائز جاننا ہی سخت امر عظیم کا خطرہ رکھتا ہے والعیاذ باللہ تعالیٰ صورت مذکورہ سوال یہی صورت چہارم ہے کہ اسے تبرک کے طور پر رکھنا اس کے سبب نزول برکت جاننا اسے برزخ ٹھہرانا رب عزوجل تک وصول کا ذریعہ بنانا یہ سب وہی سخت اشد کبیرہ ہے اور عادۃً اس حالت میں اس کیساتھ وہی افعال تعظیم بجا لائینگے جن کے حلال جاننے پر تجدید اسلام مناسب ہے نسأل اللہ السلامۃ ولاحول ولاقوۃ الا باللہ العظیم ناواقف سمجھتے ہیں کہ حضور پرنور سید الاسیاد امام الافراد واہب المراد باذن الجواد غوث الاقطاب والاوتاد سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان کی اس حرکت سے خوش ہونگے کہ ان کے صاحبزادہ کی ایسی تعظیم کی حالانکہ سب سے پہلے اس پر سخت ناراض ہونے والے سخت غضب فرمانے والے حضور اقدس ہونگے رضی اللہ تعالیٰ عنہ اللہ تعالیٰ ہدایت واستقامت بخشے آمین۔ واذ قد خرجت العجالۃ فی صورۃ رسالۃ و کان ترصیفہا فی النصف الاول من شہر النور والسرور شہر ربیع الاول ۱۳۳۱ھ ناسب ان اسمیہا عطایا القدیر فی حکم التصویر وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ سیدنا ومولانا محمد والہ وصحبہ وسلم واللہ سبحنہ وتعالیٰ اعلم وعلمہ جل مجدہ اتم واحکم۔